SUB POSTMASTER
(L.S.G.)
LALAMUSA.

ارشادِ رحیمیہ

از شاہ عبدالرحیم دہلوی علیہ الرحمہ

ارشادِ رحیمیہ

درسلوک نقشبندیہ

ازحضرت قدوۃ العارفین شاہ عبدالرحیم محدّث دہلوی رح
(پدربزرگوارِ حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)

مرتّبہ

پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں
ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی، پی۔ ایچ۔ ڈی۔ ڈی لِٹ
صدر شعبۂ اردو۔ سندھ یونی ورسٹی۔ حیدرآباد

سنہ 1959

Marfat.com

84266

به یادگارِ شفقت شعار

امام ربانی مجدد الف ثانی امام الشریعت والطریقت حضرت شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس اللہ سرہ

ہر لحظہ جمالِ خود نوعِ دگر آرائی
شورِ دگر انگیزی، شوقِ دگر افزائی (جامیؒ)

آلودۂ اثم و عدوان ——— غلام مصطفےٰ خان۔ جمعہ ۲۹ صفر ۱۳۷۹ھ
مطابق ۴ ستمبر ۱۹۵۹ء

مطبوعہ افتخار پریس۔ باہتمام "سراج الکتابت" حیدرآباد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ارشادِ رحیمیہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱۷۶ھ) کے والد ماجد حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی
تصنیف ہے۔ آپ ۱۰۵۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۱۳۱ھ میں وفات پائی۔ چار سال
عمر میں قرآن پاک پڑھا اور دس سال کے تھے کہ اپنے بڑے بھائی ابو رضا محمد علیہ الرحمۃ
(م ۱۱۰۱ھ) سے صرف و نحو، ادب، کلام، اصول، معقول وغیرہ علوم کی تکمیل
چکے تھے۔ پھر بارہ سال کی عمر میں مرزا محمد زاہد ہروی (م ۱۱۱۱ھ) سے حدیث و
وغیرہ کی تکمیل آگرہ میں کی۔ مرزا صاحب کا سلسلۂ تلمذ، صاحبِ اخلاقِ جلالی (م ۹۲۸ھ)
پہنچتا ہے۔ اسی لیے شاہ عبدالرحیم بھی اخلاقیات سے شغف رکھتے تھے اور ارسطو کی
حکمت نظری کے برعکس وہ حکمتِ عملی پر زور دیتے تھے۔ چنانچہ عقلِ معاد کی طرح عقلِ معاش
آداب معاملہ پر خاص نظر تھی۔ قرآن پاک کا متن بھی تحقیق و تفہیم سے پڑھتے پڑھاتے تھے
لیے علماء آپ کے خلاف تھے۔ کیونکہ وہ لوگ اپنے ذوق کے کسی فن کی تطبیق قرآنی
ت سے کرنے کے عادی تھے۔

Marfat.com

شاہ عبدالرحیم جب دس سال کے تھے تو حضرت خواجہ ہاشم نقشبندی بخاری علیہ الرحمۃ
نے دہلی میں آپ کو اسمِ ذات کے مراقبے کی تلقین فرمائی تھی (صفحہ ۷) اور بارہ یا تیرہ سال کے
جب حضرت زکریا علیہ السلام نے خواب میں یہی تلقین فرمائی تھی[1] حضرت خواجہ عبداللہ خواجہ خو
رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۰۷۴ھ) سے بھی آپ نے استفادہ کیا لیکن انہی کے فرمانے پر آپ نے حضرت
آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ امام ربانی قدس سرہٗ) کے خلیفہ حافظ قاری سید عبداللہ
رحمۃ اللہ علیہ سے (صفحہ ۸) بیعت کی۔ لیکن "دراں ایام کہ اورنگ زیب در اکبر آباد بود، بیش
میرزا زاہد ہروی محتسب لشکر تحصیل می کردم۔ بایں تقریب ہمراہ والد خود بہ اکبر آباد رفتم
و سید عبداللہ بہ سبب مزاحمت (تُم خود) سید عبدالرحمن ہماں جا بودند۔ دراں محل الیشاں
را عارضہ مرض پیش آمد و برحمتِ حق پیوستند"[2] گویا بالکل ابتدائی ایام میں (غالباً ۱۰۶۶ھ)
سید عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوا۔ اس لیے شاہ صاحبؒ سلسلۂ قادریہ میں
حضرت خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادی علیہ الرحمۃ سے بیعت ہوئے[3] وہ توکل میں شدت
فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ شاہ عبدالرحیمؒ کو ان کے ہم سبق شیخ حامد نے فتاویٰ عالمگیری کی
تدوین میں کسی تنخواہ پر شریک کرنا چاہا تو خلیفہ صاحب نے سخت مخالفت کی۔ حالانکہ
والدہ ماجدہ حمایت فرما رہی تھیں۔[4] خلیفہ صاحب نے البتہ اکبر آباد میں سید ظلمت چشتی (م ۱۰۸۴ھ)

---

[1] انفاس العارفین از حضرت شاہ ولی اللہؒ صفحہ ۵ (دہلی ۱۳۳۵ھ)۔ [2] ایضاً صفحہ ۹
[3] ایضاً صفحہ ۲۰۔ [4] ایضاً صفحہ ۲۸۔ الفرقان (بریلی) کے شاہ ولی اللہ نمبر سے
بھی حالات میں مدد لی ہے۔

Marfat.com

لینے کے لئے فرمایا تھا جن سے اُنھیں کچھ تبرکات حاصل ہوئے۔

نقشبندیہ سلوک، اس کے اذکار، مصطلحات اور توجہ وغیرہ کے متعلق یہ رسالہ مختصر ہونے کے باوجود بہت نافع اور جامع ہے۔ اسباق کی تفصیل نہیں ہے۔ اور اکثر بزرگوں نے اپنی تصانیف میں ایسا ہی کیا ہے۔ کیونکہ یہ چیز سفینے سے زیادہ شیخ کامل کے سینے سے حاصل ہوتی ہے۔ رسالے کے صفحہ ۵۰ پر صوفیہ کے ایک قول کو حدیث کہا ہے۔ ...، حدیث اولیاء ہی سمجھنا چاہیے۔

یہ رسالہ مع ترجمہ بہت مدت ہوئی حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمہ کے نواسے سید ظہیر الدین (عرف سید احمد) نے دہلی سے شایع کیا تھا۔ ہم نے ترجمے میں ایک آدھ لفظ تبدیل کیا ہے، تاکہ یہ یادگار بھی باقی رہے۔ البتہ اشعار کا منظوم ترجمہ اب کیا گیا ہے۔ اور اس میں ہمارے کاتب ذوقی صاحب نے بھی کوشش کی ہے جو اہلِ شوق بھی ہیں۔ ترجمے کا پروف عزیز گرامی پروفیسر سخی احمد ہاشمی صاحب اور عزیزم انیس الدین انصاری صاحب نے دیکھا ہے۔ اللہ پاک ان سب کو جزائے خیر دے!

احقر غلام مصطفیٰ خان۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ کما ھو بہ حقیق والصلوٰۃ والسلام علیٰ
رسولہ محمد الشفیق کما ھو بہ ملیق وعلیٰ آلہ واصحابہ
الذین غاصوا فی بحر التوحید واظہروا فرائد الدرر من لجۃ
تعمیق۔ **اما بعد**۔ می گوید قلیل البضاعت وکاسد الصناعت الراجی
من اللہ الکریم محمد عبد الرحیم بن وجیہ الدین الاویسی نقشبندی غفر اللہ لہ و
لوالدیہ ولاستاذہ ومرشدہ کہ دریں اوراق کلماتے چند کہ سالک ایں طریقہ شریفہ
علیہ را وقوف بروے لازم است بیان کنم شاید کہ اہلِ دولتے را بہرہ ازیں حاصل
شود۔ بحکم الدال علی الخیر کفاعلہ۔ ایں فقیر بدیں نعمت عظمیٰ
داخل شود۔ رباعی:-

با ایں ہمہ بیحاصلی و ہیچ کسی — درماندہ بنا رسائی و بوالہوسی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سب تعریف وثنا اللہ جل شانہ کے لئے ہے جیسی چاہیے اور صلوٰۃ وسلام اُس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ پر جب تک کہ الٰہی ہو صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین اور اُن کے آل و اصحاب پر جنھوں نے دریائے توحید میں غوطے لگائے اور اچھے گوہر بے بہا اس سے نکالے۔ اس کے بعد بندہ بے بضاعت کم سرمایہ امیدوار خدائے کریم محمد سعید الرحیم بن ذہین الدین اویسی نقشبندی اللہ مغفرت کرے اُس کی اور اُس کے والدین اور استادوں اور مرشدوں کی کہ ان اوراق میں چند کلمے کہ جن سے واقف ہونا اس عالی طریقہ شریف کے سالک کو لازم ہے بیان کرتا ہوں۔ شاید کسی خوش نصیب کو ان سے فائدہ ہو۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ نیکی کا راستہ بتانے والا ایسا ہی ہے جیسا وہ نیکی کرنے والا (یعنی دونوں کو ثواب برابر ہے۔) اس فقیر کو یہ نعمت عظمٰی حاصل ہو۔ رباعی:

ترجمہ:- بے حاصلی بے چارگی حاصل ہے مجھے   مجبور ہوں بے شک ہوں میں دنیا سے

Marfat.com

دادیم نشان از گنج مقصود ترا — گر ما نرسیدیم تو شاید برسی

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ بِطَرِيْقِ السَّدَادِ

فصل اے بدان اَیَّدَکَ اللّٰهُ عَنْکَ وَاَبْقَاکَ کہ طریقہ بزرگوار قطب الاقطاب حضرت خواجہ بہاء الحق والدین والشرع المعروف بہ نقشبند و خلفائے ایشان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم۔ بعد از تصحیح عقیدہ اہل سنت و جماعت و اتیان اعمال صالحہ و اتباع سنن ماثورہ و اقتفا آثار صحابہ رضوان اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین و عزیمت در عمل و اجتناب از محظورات و مکروہات دوام عبودیت است۔ یعنی دوام حضور با حق سبحانہ و تعالےٰ است بے مزاحمت شعور غیر بلکہ از شعور این شعور نیز علی مرور الاوقات من غیر فترۃ وتشتت عزیمۃ و این سعادت عظمیٰ و نعمت اتقی بے جذبہ الٰہی کہ جذبۃ من جذبات الحق خیر من عبادۃ الثقلین میسر نیست و موثر ترین اسباب حصول این جذبہ جز صحبت برگزیدہ کہ سلوک وے بطریق جذبہ باشد و مشرف بہ تجلی ذاتی شدہ باشد نیست و صحبت مع رعایت الآداب موثر است و الّا بسا کس سالہا در صحبت اولیا بسر بردہ و نفع و اثرے کہ از ظاہر نشدہ و از سبب ترک رعایت ادب انداختی علیین در اسفل السافلین افتادہ۔ چنانچہ در سنت اللہ چنان است کہ آں صورت بے مادر و پدر تولد می تواند ولیز

دیتا ہوں میں یہ سراغِ گنجِ مقصود گو میں نہیں پہنچا ہوں تو شاید پہنچے

(اور اللہ ہی توفیق دینے والا ہے راہِ راست کی)

فصل ۱۔ جان (اللہ تیری خودی کو فنا کرے اور باقی باللہ بنا دے)

کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ بہاء الحق والشرع والدین نقشبند اور اُن کے خلفاء قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے تو اہلِ سنت وجماعت کا عقیدہ درست کرے اور نیک عمل کرے اور اتباعِ سنت اور سلف صالح رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی پیروی کرے اور اعمال میں عزیمت اختیار کرے اور جو باتیں منع اور مکروہ ہیں اُن سے بچے۔ ان سب باتوں کے بعد دوامِ عبودیت ہی یعنی دوامِ حضورِ حق سبحانہ سے اسی طرح کہ شعورِ غیر کچھ اس میں مزاحمت نہ کرے بلکہ شعور کا شعور بھی مزاحمت نہ کرے۔ وقت بے پریشانی اور بے پراگندگی کے حق سبحانہ کے ساتھ دوامِ حضور رہے اور یہ سعادت بغیر عطائے اور بغیر بخششِ جذباتِ الٰہی کے میسر نہیں وہ جو کہا ہے (اللہ کے جذبوں میں سے ایک جذبہ دونوں جہان کی عبادت سے بہتر ہے) وہ یہی جذبہ ہے اور اس جذبہ کے حصول کو سب سے نزدیک ایسے بزرگ کی صحبت ہے جس کا سلوک بطریق جذبہ کے ہوا اور تجلی ذاتی سے مشرف ہوا ہے اور زیادہ لوگ اسی طریق سے اور اس بزرگ کی صحبت جب اثر کرتی ہے کہ اثر قبول کریں اور آداب کے ساتھ ہو اور جب تو بہتیرے لوگ اولیاء کی صحبت میں خفیہ دل کے ساتھ رہتے ہیں اور کچھ کمال کا اثر ظاہر نہیں ہوتا اور [illegible] ادب کے ترک سے اعلیٰ علیین سے اسفل السافلین میں جا گرتے ہیں۔ جیسے سنتِ الٰہی ہے

معنوی بے مرشد متعسر۔ قال الشیخ ابو علی الدقاق قدس سرہ الشجرۃ
التی تنبت بنفسہا لا ثمر لہا وان کان لہا ثمر ثم یکون
بغیر لذۃ۔ و این فقیر را بظاهر وصلت به تلقین و اجازت از شیخ علی
التحقیق بالاقتدار حقیق جامع مظهرات السبحان حافظ کلام الرحمن خواجه سید
عبدالله است قدس سره۔ و ایشان را از شیخ المشائخ حضرت شیخ آدم بنوری
است و ایشان را از مرشد زمانه و شیخ یگانه مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد
سرهندی کابلی است۔ و ایشان را از ناشر طریقه علیه در بلاد هند حضرت
خواجه محمد باقی است۔ و ایشان را از حضرت خواجه امکنگی است و ایشان را
از مولانا درویش محمد است و ایشان را از مولانا محمد زاهد است۔ و ایشان
از قدوة الابرار خواجه عبیدالله احرار است و ایشان از شیخ الشیوخ
جامع المعقول و منقول صاحب العلم و العمل مولانا یعقوب چرخی و ایشان
را از قطب الاقطاب سلطان العارفین صاحب الطریقه خواجه بهاء الحق
والدین المعروف به نقشبند۔ و ایشان را در طریق نظر قبول به فرزندی
از شیخ طریقه خواجه محمد باباسماسی است۔ اما نسبت تربیت حضرت خواجه
قدس سره به حقیقت از روحانیت حضرت خواجه بزرگ خواجه عبدالخالق
غجدوانی است۔ و نسبت ارادت و صحبت و تعلیم به آداب سلوک و تلقین
ذکر حضرت خواجه را از حضرت امیر سید کلال ست و ایشان را از خواجه

Marfat.com

معنوی بے مرشد کے دشوار ہے۔ (حضرت ابو علی دقاق قدس سرہ فرماتے ہیں
یعنی جو درخت خود بخود اُگے اس میں میوہ نہیں ہوتا۔ اور جو ہوتا ہے تو اس میں
لذت نہیں ہوتی) اور اس فقیر کو ظاہر میں وصل تلقین و اجازت کا اُن سے ہے
جو تحقیق شیخ ہیں۔ اور اقتدار کے لائق ہیں جامع ہیں مظہرات سبحان کے اور حافظ
کلام رحمن کے وہ حضرت سید عبداللہ قدس سرہٗ ہیں۔ اور اُن کو شیخ المشائخ حضرت شیخ
آدم بنوریؒ سے ہے۔ اور اُن کو مرشدِ زمانہ اور شیخ یگانہ مجدد الفؒ ثانی حضرت شیخ احمد
سرہندی کابلیؒ سے ہے۔ اور اُن کو جو ہند میں اس طریقہ علیہ کو پھیلانے والے ہیں حضرت
خواجہ محمد باقیؒ سے۔ اور اُن کو حضرت خواجہ امکنگیؒ سے اور اُن کو مولانا درویش محمد
سے اور اُن کو مولانا محمد زاہد سے۔ اور اُن کو قدوۃ الابرار عارف معارف باللہ
حضرت خواجہ عبیداللہ احرار سے ہے۔ اور ان کو شیخ الشیوخ جامع معقول
اور منقول صاحب العلم والعمل مولانا یعقوب چرخی سے۔ اور اُن کو قطب
الاقطاب سلطان العارفین صاحب الطریقہ خواجہ بہاء الحق والدین المعروف
نقشبندؒ سے اور ان کو نظر قبول بہ فرزندی شیخ طریقت خواجہ محمد بابا
سماسیؒ سے ہے۔ مگر تربیت کی نسبت حقیقۃً میں روحانیت سے حضرت
خواجہ بزرگ خواجہ عبدالخالق غجدوانی سے ہے۔ اور نسبت ارادت اور صحبت
اور سلوک اور تلقینِ ذکر کی حضرت امیر سید کلال سے ہے اور اُن کو خواجہ

Marfat.com

محمد بابا سماسی است ۔ و ایشان را از خواجہ علی رامیتنیؒ ۔ و ایشان را از خواجہ
محمود ابوالخیر فغنوی ۔ و ایشان را از خواجہ عارف ریوگریؒ ۔ و ایشان را از خواجہ
عبدالخالق غجدوانیؒ کہ سر حلقہ خواجگانند ۔ و ایشان را از خواجہ امام ربّانی
ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانیؒ ۔ و ایشان را از خواجہ علی فارمدی طوسیؒ
است کہ از کبار مشائخ خراسانند و حجۃ الاسلام امام محمد غزالیؒ را تربیت در علم باطن
از ایشان است ۔ و ایشان را از شیخ ابو القاسم گرگانیؒ ۔ و شیخ ابوالقاسم را انتساب
در علم باطن بہ دو جانب است ۔ یکے شیخ ابو الحسن خرقانیؒ و دیگرے را شیخ ابو یزید بسطامی
است و ولادت شیخ ابو الحسن بعد از وفات شیخ ابو یزیدؒ بوده ۔ و تربیت شیخ
ابو یزید بحسب باطن در روحانیت بوده نہ بظاہر و صورت ۔ و نسبت ارادہ
شیخ ابو یزید بحضرت امام جعفر صادق است رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ و بہ نقل صحیح
ثابت شدہ است کہ ولادت شیخ ابو یزید نیز بعد از وفات حضرت امام است
و تربیت حضرت امام وے را بحسب معنی و روحانیت بوده است نہ بحسب ظاہر
و صورت ۔ و حضرت امام جعفر صادق را رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، چنانچہ شیخ ابو طالب
مکی قدس سرہ در قوت القلوب آوردہ دو نسبت ثابت است یکے بہ والد بزرگوار
خود امام محمد باقر و ایشان را بوالد بزرگوار خود امام محمد زین العابدین علی بن
الحسین است ۔ ایشان را بوالد بزرگوار خود امام حسینؓ و ایشان را بوالد بزرگوار
امیر المومنین علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و ایشان را بہ حضرت رسالت پناہ

Marfat.com

محمد بابا سماسیؒ سے ہے۔ اور اُن کو خواجہ علی رامیتنی سے اور اُن کو خواجہ محمود الخیر فغنویؒ سے۔ اور اُن کو خواجہ عارف ریوگریؒ سے اور اُن کو خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ سے جو سرحلقہ خواجگان ہیں۔ اور اُن کو خواجہ امام ربانی ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانیؒ سے۔ اور اُن کو خواجہ علی فارمدی طوسیؒ سے جو خراسان کے بڑے مشائخوں میں ہیں۔ اور جو امام محمد غزالیؒ کو تربیت علم باطن میں انہیں سے ہے۔ اور اُن کو شیخ ابوالقاسم گرگانیؒ سے اور شیخ ابوالقاسم کو علم باطن میں نسبت دو جانب سے ہے۔ ایک تو...... شیخ ابوالحسنؒ سے اور شیخ ابوالحسن خرقانی کو ابویزید بسطامیؒ سے۔ اور شیخ ابوالحسن کی ولادت شیخ ابویزیدؒ سے مدت کے بعد ہے اور تربیت شیخ ابویزیدؒ کی اُن کو بسبب باطن و روحانیت ہے۔ ظاہر میں نہیں ہے۔ اور نسبت ارادہ شیخ ابویزیدؒ کی حضرت امام جعفر صادق سے ہے رضی اللہ عنہ۔ اور صحیح نقل سے ثابت ہوا ہے کہ ولادت شیخ ابویزید کی بعد وفات حضرت امام جعفر صادقؓ کے ہے۔ اور تربیت حضرت امامؓ کی شیخ ابویزید کو بسبب معنی و روحانیت ہے بسبب ظاہر نہیں ہے۔ اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بموجب لکھنے شیخ ابوطالب مکی قدس سرہ کے جو قوت القلوب میں لکھا ہے دو نسبت ثابت ہیں۔ ایک تو اپنے والد بزرگوار امام محمد باقرؓ سے۔ اور اُن کو اپنے والد بزرگوار امام محمد زین العابدین علی بن الحسینؓ سے۔ اُن کو اپنے والد بزرگوار امام حسینؓ سے۔ اور اُن کو اپنے والد بزرگوار امیر المومنین علی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے۔ اور اُن کو حضرت رسالت پناہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم۔ و مشائخ طریقت قدس سرہٗ سلسلہ نسبت ائمہ اہل بیت را رضی اللہ تعالیٰ عنہم از جہت نفاست و عزت و شرفے کہ دارد سلسلۃ الذہب نام کردہ اند۔ و نسبت دیگر کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ پدر مادر حضرت امام است و از فقہائے سبعہ بودہ است و بے نظیر زمان خود در علم ظاہر و باطن وے را نسبت ارادت باطن بہ سلمان فارسیؓ است رضی اللہ عنہ و وے را با وجود شرف صحبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم نسبت باطن بہ امیر المومنین ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز بودہ است۔ بعد از انتساب بحضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت امام مقتدا خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ در قدسیہ نوشتہ اند، اہل تحقیق برآنند کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہٗ بعد از حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم ازاں خلفا رکہ بر امیر المومنین علی مقدم بودہ اند ہم نسبت باطن تربیت یافتہ اند۔ و شیخ ابو طالب مکی قدس سرہٗ در قوت القلوب فرمودہ اند کہ قطب الزمان در ہر عصرے الی یوم القیمۃ در مرتبہ و مقام نائب مناب امیر المومنین ابو بکر صدیقؓ است۔ و آن سہ دیگر اوتاد کہ فروتر از قطب اند نائب مناب آن سہ خلیفہ دیگر اند کہ امیر المومنین عمر و امیر المومنین عثمان و امیر المومنین علی اند رضی اللہ تعالیٰ عنہم و شش دیگر از صدیقان نائب مناب شش دیگر از عشرہ مبشرہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ و نسبت دیگر شیخ ابو القاسم گرگانی در ارادت باطن شیخ ابو عثمان مغربی و وے را بہ ابو علی کاتب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم سے ۔ اور مشائخ طریقت قدس سرہٗ نسبتِ اہل بیت رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو بہ سبب نفاست اور عزت و شرف کے جو اُن کو حاصل ہے سلسلۃ الذہب کہتے ہیں ۔ اور دوسری نسبت حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کو اپنے نانا سے ہے جو ساتویں فقہا میں سے ہیں اور زمانہ کے بے نظیر ہیں علم ظاہر و باطن میں ۔ اور اُن کو نسبتِ باطن سلمان فارسی رضی سے ہے رضی اللہ عنہ ۔ اور ان کو باوجود شرفِ صحبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باطن کی نسبت امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ہے ۔ بعد نسبت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ۔ حضرت امام مقتدا خواجہ محمد پارسا قدس سرہٗ نے قدسیہ میں لکھا ہے کہ اہلِ تحقیق کے نزدیک حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اُن خلفاء سے جو آپ سے پہلے خلیفہ ہوئے ہیں نسبتِ باطن کی تربیت ہے اور شیخ ابو طالب مکی قدس سرہٗ نے قوت القلوب میں فرمایا ہے کہ قطبِ زمان ہر زمانہ میں قیامت تک مرتبہ و مقام میں نائب مناب امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق کا ہے ۔ اور وہ تین اوتاد جو اس قطبِ زمان سے نیچے ہیں وہ نائب مناب اُن تین خلیفوں کے ہیں یعنی امیر المومنین حضرت عمر اور امیر المومنین حضرت عثمان اور امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہم کی ۔ اور باقی ابجد صدیق اور نائب مناب الباقی بھی عشرہ مبشرہ کے ہیں رضوان اللہ عنہم اجمعین ۔ اور دوسری نسبتِ ارادتِ باطنی شیخ ابو القاسم گرگانی کی شیخ ابو عثمان مغربی سے اور ان کو ابو علی کاتب

Marfat.com

ووے را بہ ابو علی رودباریؒ۔ ووے را بہ جنید بغدادیؒ۔ ووے را بسری سقطیؒ
ووے را بہ معروف کرخیؒ۔ و شیخ معروف را دو نسبت واقع است۔ یکے بہ داؤد
طائیؒ۔ ووے را بہ حبیب عجمی۔ ووے را بہ حسن بصری۔ ووے را بہ امیر المومنین
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ و ایشان را بہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم۔ و دیگر شیخ معروف را نسبتِ ارادت بحضرت امام علی موسیٰ رضا است
و ایشان را بوالد بزرگوار خود امام موسیٰ کاظمؒ۔ و ایشان را بہ والد بزرگوار خود
امام جعفر صادق رضی اللہ تعالےٰ عنہ الی آخر النسبۃ کما مر۔ از بیانِ سلسلۂ این
مشائخ قدس اللہ ارواحہم معلوم می گردد اکثر مشائخ این طریقہ کہ در سلسلہ
مذکور اند اویسی بودہ اند۔ و معنی اویسی آن است کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فریدالدین
عطار قدس اللہ سرہٗ گفتہ اند۔" قومے از اولیاء اللہ باشند کہ ایشان را
مشائخِ طریقت و کبراء حقیقت اویسیان نامند و ایشان را در ظاہر حاجت
بہ پیرے نبود۔ زیرا کہ ایشان را حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم، یا روح ولی
از اولیاء حق در حجرۂ عنایت خود پرورش می دہد بے واسطۂ غیرے چنانچہ
اویسؓ را داد رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ و این مرتبۂ عالی تا کرا دہند۔
ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ و بسیارے از مشائخ طریقت
را در آوانِ سلوک توجہ بہ این مقام بودہ است۔ چنانکہ شیخ ابو القاسم گرگانی
طوسیؒ کہ سلسلۂ شیخ ابو الجناب نجم الدین کبریٰ بہ ایشان می پیوندد و شیخ

Marfat.com

اور اُن کو ابو علی رودباریؒ سے۔ اور اُن کو جنید بغدادی سے اور ان کو سری سقطی سے۔ اور اُن کو معروف کرخیؒ سے اور شیخ معروف کرخیؒ کو دو طرف سے ہی۔ ایک تو داؤد طائیؒ سے۔ اُن کو حبیب عجمی سے اور اُن کو حسن بصری سے اور ان کو امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اور ان کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور دوسری نسبت شیخ معروف کرخی کو حضرت امام علی موسیٰ رضاؓ سے ہے۔ اور اُن کو اپنے والد بزرگوار امام موسیٰ کاظمؓ سے۔ اور اُن کو اپنے والد بزرگوار امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آخر نسبت تک جیسے اوپر بیان کیا گیا۔ ان مشائخؒ کے سلسلے کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس طریقہ کے اکثر مشائخ اویسی ہوئے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ اور اویسی کے یہ معنی ہیں کہ حضرت شیخ طریقت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ اولیاء اللہ میں کچھ ایسے اولیاء ہیں کہ اُن کو مشائخ طریقت اور کبرائے حقیقت اویسی کہتے ہیں۔ اُن کو ظاہر میں پیر کی حاجت نہیں ہوتی۔ کیونکہ اُن کو حضرتِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا اولیاء اللہ میں سے کسی اور ولی کی رُوح اُن کو اپنی آغوشِ عنایت میں پرورش کرتی ہے کسی دوسرے کے وسیلہ اور واسطہ کے بغیر۔ جیسے حضرت اویس قرنیؓ کو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی اور یہ بلند مرتبہ جس کو خدا دیدے (یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے دیتا ہے) اور اکثر مشائخ طریقت کو زمانۂ سلوک میں اس مقام کی طرف توجہ ہوئی ہے۔ جیسے شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسیؒ کو کہ سلسلۂ شیخ ابوالجناب نجم الدین کبریٰؒ کا اُن سے جا ملتا ہے۔ اور شیخ

Marfat.com

ابوسعید ابوالخیر و شیخ ابوالحسن خرقانی وغیرہم۔ و اویسی را در سلوک و وصول
بہ فیض ربانی و تجلیاتِ رحمانی ارواحِ مقدسہ وسائط می باشند۔ اما
در طریقِ جذبہ کہ طریق وجہ خاص است ہیچ واسطہ درمیان نہ بود۔

فصل ۲۔ بدان اَعطاکَ اللّٰہُ وَ ایّانا مَعَارِجِ نہایاتِ
الکمالات کہ طریقۂ سلوک و وصول این طائفہ بر سہ گونہ است۔ اول طریقِ
ذکر است و چون ذکر از روے لفظ و نطق کونی است و از روے مدلول ربانی
پس برزخ است میانِ خلق و حق۔ و بہ سبب ذکر نوع ارتباطے حاصل
خواہد شد کہ آن علم لدنی است خارج است از تعلیم و تعلم۔ و ذکرِ اسم
ذات و نفی و اثبات بمنزلۂ ہجا است مر طفل را کہ ہرگز بے ہجا ملکۂ قرات
حاصل نہ شود۔ و مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم از جملہ اذکار ذکر لا الٰہ
الا اللہ را اختیار کردہ اند۔ و حدیث نبوی چنین وارد است کہ افضل الذکر
لا الٰہ الا اللہ۔ و حجبِ روندگان نتیجۂ نسیان۔ و حقیقتِ حجاب انتقاش
صورِ کونیہ است در دل۔ و درین انتقاش نفی حق و اثباتِ غیر است۔
پس از خلاص شرکِ خفی جز بہ ملازمت و مداومت بر معنی این کلمہ کہ نفی
ما سواے حق و اثبات حق سبحانہٗ تعالے حاصل نیاید۔ طریق ذکر آن
است کہ لب برلب و زبان بہ کام چسپاند و نفس را در درون حبس
کند چنان کہ بسیار تنگ نہ شود۔ و حقیقتِ دل کہ عبارت از آن لطیفۂ

Marfat.com

ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالحسن خرقانی اور اُن کے سوا اور بھی اور اویسی کو سلوک میں وصول فیضِ ربانی اور تجلیاتِ رحمانی کا جو ہوتا ہے اُس میں ارواح مقدسہ واسطہ ہوتی ہیں لیکن جذبہ کے طریق میں کہ وہ ایک طریق دوجہ خاص ہے کوئی واسطہ درمیان میں نہیں ہوتا۔

فصل ۲۔ جان اے سالک اللہ تعالےٰ تجھے اور ہمیں نہایاتِ کمال کی معراج عطا کرے کہ سلوک اور وصول کا طریقہ ان بزرگوں کا تین طرح پر ہے۔ اوّل ذکر کا طریقہ ہے۔ اور چونکہ ذکر ازروے لفظ و نطق کے کونی ہے (اس موجودات میں سے ہے) اور ازروے معنی کہ ربانی ہے اس لیے یہ برزخ ہے یعنی بیچ میں ہے خلقت اور اللہ تعالےٰ کے۔ اور ذکر کے سبب ایک ایسا ارتباط حاصل ہوگا کہ وہ علم لدنی جو سیکھنے اور سکھانے سے نہیں آتا اور ذکر اسم ذات کا اور ذکر نفی و اثبات کا بمنزلہ ہجّوں کے ہے۔ جیسے پہلے بچّے جب تک ہجے نہ کریں پڑھنا نہیں آتا۔ اور مشائخ طریقت قدس اللہ ارواحہم نے سب ذکروں میں ذکر لا الٰہ الا اللہ کا اختیار کیا ہے۔ اور حدیث شریف میں یوں آیا ہے کہ افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور سالکوں کا حجاب نسیان کا نتیجہ ہے اور حجاب کے یہ معنی ہیں کہ موجودات کی صورتیں دل پر نقش ہوں۔ اور جب دل میں موجودات کی صورتیں نقش ہوں تو حق کی نفی اور غیر کا اثبات ہوا۔ تو شرکِ خفی سے خلاص جبھی ہوتا ہے جب اس کلمہ کے معنی پر ہمیشہ رہے۔ اور لازم کرے کہ اس کلمہ میں حق کا اثبات اور غیر کی نفی ہے۔ ذکر کا طریقہ یہ ہے کہ لب کو لب پر۔ اور زبان کو تالو سے لگائے اور سانس کو روکے۔ مگر اس قدر کہ بہت تنگ نہ ہو جائے۔ اور دل کی حقیقت کو کہ ایک لطیفہ

Marfat.com

دراکثر است که در حرقة العین او را به آسمان رفتن و در تمام عالم سیر کردن میسّر
است۔ از همه اندیشها خالی سازند و دے را به دلِ مجازی که گوشت پاره
است بر صورتِ صنوبری جانبِ چپ متوجه گردانند و بذکر کردن مشغول
کنند برین نہج که کلمهٔ لا اله را از جانبِ راست تحتِ ناف کشد یا از کتفِ
راست حرکت داده ...... تا براست رسانند و کلمهٔ الا الله سخت
بر دلِ صنوبری زند۔ چناں که حرارتِ او بتمام اعضا برسد و محمد رسول الله
را از جانبِ چپ تا بجانبِ راست برود و در طرفِ نفی وجود جمیع محدثات
را به نظرِ فنا مطالعه کنند۔ یعنی چوں بدل گوید لا اله الا الله برابر
این بخیالِ اندیشهٔ معنی لا موجود تصور کند همه اشیا را و خود را
درین اندیشه محو کند و در طرفِ اثبات وجودِ حق سبحانهٗ تعالے را به نظرِ
بقا ملاحظه نماید۔ یعنی چوں الا الله گوید ملاحظه کند آنچه موجود است
حق است۔ و طریقِ اسم ذات آنست که توجه بقلب صنوبری شده
اسم مقدس الله بمدِّ تام و شدّ تمام از تحتِ ناف می کشند و به زبانِ
دل ذکر می گویند با ملاحظهٔ معنی بے چوں۔ یعنے اکبراے این طریقت
عقبِ هر ذکر این معنی را ملاحظه می کنند که توئی مقصود و توئی موجود۔
و بعضے صورتِ پیر در خیال نیز تصور می کنند۔ و گفته اند باز داشتن
نفس در وقتِ ذکر سببِ آثارِ لطف است و مفید شرح صدر است

Marfat.com

درا کہ ہے ایسا کہ بلاک مارتے ہیں آسمان پر پہنچ جائے اور تمام عالم میں پھر آئے۔ سب اندیشوں سے خالی کرے۔ اور اس کو دل مجازی کی طرف کہ وہ ایک گوشت کا ٹکڑا صنوبری شکل ہے۔ اسی طرف کو متوجہ کرے اور ذکر کرنے میں مشغول کرے۔ اس طرح کہ کلمہ لا الٰہ کو ناف کے نیچے سے داہنی طرف سے کھینچے۔ پھر داہنے مونڈھے کو حرکت دے کر بائیں مونڈھے پر پہنچائے اور کلمہ اِلا اللہ کو زور سے دل صنوبری شکل پر ایسی ضرب دے کہ اُس کی حرارت تمام اعضا میں پہنچے اور محمد رسول اللہ کو بائیں طرف سے داہنی طرف لے جائے۔ اور طرف نفی میں تمام موجودات کو فنا کی نظر سے دیکھیے۔ یعنی جب دل میں لا الٰہ الا اللہ کہے تو اس کے برابر یہ خیال یہ کرے کہ لا موجود یعنی کوئی موجود نہیں۔ تمام اشیاء کو اور اپنے تئیں مٹا دے اور اثبات کی طرف حق سبحانہٗ تعالیٰ کو بقاء کی نظر سے ملاحظہ کرے۔ یعنی جب اِلا اللہ کہے تو یقین کرے کہ جو کچھ موجود ہے حق ہے۔ اور اسم ذات کے ذکر کا یہ طریقہ ہے کہ قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اسم مقدس کو خوب مد و شد کے ساتھ زیر ناف سے کھینچے اور دل کی زبان سے ذکر کرتے ہیں اور بعض اُن کے معنی خیال میں رکھتے ہیں اور بعضے اس طریقہ کے بڑے بزرگ اس ذکر کے پیچھے یہ لحاظ میں رکھتے ہیں کہ تو ہی مقصود ہے اور تو ہی موجود ہے اور بعضے اپنے پیر کو تصور میں رکھتے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ ذکر کے وقت سانس کو روکنا سبب ہے آثار لطف کا۔ اور شرح صدر کو مفید ہے۔

Marfat.com

واطمینان دل است۔ و مؤثر است در نفیِ خواطر و عادت کردن بہ باز داشتن نفس بہ سبب وجدان حلاوت عظیم است و بہ واسطۂ مطالعہ جمیع مکنونات بہ نظرِ فنا و مشاہدۂ وجود قدیم حق سبحانہٗ بہ نظر بقا و ملازمت بر این ذکر حقیقتِ توحید در دلِ ذاکر قرار گیرد و چشمِ بصیرت وے کشادہ گردد تا او در امیان شرع و عقل و توحید ہیچ تناقض نہ نماید و درین مقام ذکر صفت لازم دل گردد۔ بعد ازان بجائے رسد کہ حقیقتِ ذکر با جوہر دل یکے شود و ہیچ اندیشۂ غیر نماند و ذکر در مذکور فانی گردد چوں بارگاہِ دل از زحمتِ اغیار خالی گردد بحکم لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ یَسَعُنِیْ قَلْبُ عَبْدِیْ مُؤْمِنٍ۔ جمال سلطان اِلَّا اللّٰہ تجلی نماید وحکمِ وعدہٗ اُذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرْکُمْ مجرد از لباسِ حرف و صوت و خاصیت کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ آشکارا شود تا کہ وجود روحانیت باقی است و بمرتبۂ فنا نہ رسیدہ است۔ آن ذکر بہ حقیقتِ خفیہ نیست۔۔ و چوں بہ حقیقتِ فنا برسد آنجا بود کہ باطن او از نفی بالیستد و بجز از اثبات نتواند و ذکرِ او اللّٰہ اللّٰہ اللّٰہ شود۔ و انچہ حقیقتِ کلمہ و سِرّ اوست بہ رسد۔ و حَقِیْقَةُ الذِّکْرِ عِبَارَةٌ عَنْ تَجْلِیَةِ الْحَقِّ سُبْحَانَهٗ لِذَاتِهٖ بِذَاتِهٖ مِنْ حَیْثُ الْاِسْمِ الْمُتَکَلِّمِ اِظْهَارًا لِلصِّفَاتِ الْکَمَالِیَةِ وَوَصْفًا بِالنُّعُوْتِ الْجَمَالِیَةِ وَالْجَلَالِیَةِ

84266

Marfat.com

اور دل کو اطمینان ہوتا ہے۔ اور دل میں خطرات نہ آنے کیلئے بہت اچھا ہے اور سانس روکنے کی عادت کر لے تو ایک حلاوتِ عظیم ہوتی ہے یہ سبب مطالعہ کرنے تمام مکنونات وموجودات کے فنا کی نظر سے اور حق سبحانہٗ کے وجودِ قدیم کے مشاہدہ کرنے کے بقا کی نظر سے اور اُس نفی کرنے پر مداومت کرنیسے توحید کی حقیقت ذاکر کے دل میں قرار پکڑتی ہے اور اسکی بصیرت کی آنکھ کھل جاتی ہے کہ اس کو شریعت عقل اور توحید میں کچھ تناقض نہیں معلوم ہوتا۔ اور اس مقام میں ذکر دل کی صفت لازم ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد ایسے مقام میں پہنچتا ہے کہ ذکر کی حقیقت اور جوہر دل ایک ہو جاتے ہیں اور غیر کا کچھ اندیشہ نہیں رہتا! ور ذکر مذکور میں فانی ہو جاتا ہے۔ جب دل کی بارگاہ اغیار سے خالی ہوتی ہے تو اس حدیث قدسی کے بموجب! (میری زمین اور میرا آسمان میری وسعت نہیں رکھتی لیکن بندہ مومن کے دل میں میری وسعت ہے) سلطانِ "الا اللہ" کا جمال تجلی کرتا ہے اور (میں تمہارا ذکر کروں) کے وعدہ کا علم حرف و آواز کے لباس سے مجرد آشکار ہوتا ہے۔ (ہر شئے ہلاک ہونے والی ہے مگر اللہ کا وجہ) کی خاصیت ظاہر ہوتی ہے جب تک رو حانیت کا وجود باقی ہے اور فنا کے مرتبہ کو نہیں پہنچا ہے حقیقت میں وہ ذکر خفیہ نہیں ہے اور جب فنا کی حقیقت کو پہنچے تو وہاں اس کا باطن نفی سے ٹھہر جاتا ہے اور سوائے اثبات کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور اس کا ذکر اللہ اللہ اللہ ہوتا ہے اور جو کلمہ کی حقیقت اور سر سے اُسے پہنچتا ہے۔ اور اس کلام کی حقیقت کو سمجھتا ہے کہ (ذکر عبارت ہے اللہ کی تجلی لِذاتہٖ بذاتہٖ سے اسمِ متکلم کی حیثیت سے واسطے ظاہر کرنے صفات کمالیہ کے اور وصف کرنے ساتھ صفات جمالیہ اور جلالیہ کے)

Marfat.com

اول تجلے کہ بر سالک آید در مقاماتِ سلوک تجلیِ افعال بود کہ آن را محاضرہ خوانند ، وآنگاہ تجلی صفات شود کہ آنرا مکاشفہ خوانند وآنگاہ تجلیِ ذات شود آن را مشاہدہ خوانند ۔ وحضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہ سلسلۂ مشائخ ما قدس اللہ ارواحہم بہ ایشان می پیوندد چنین فرمودہ اند کہ طالب را باید شب و روز مستغرقِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ باشد خواب و بیداری بر گفتن وے نفقہ کند ۔ ودست از نوافل نمازہا و ذکرہا و تسبیحہا بدارد و اختصار بر این کلمہ کند جائے کہ علم لدنی وحکمت الٰہی بود خدمت بہ نفل زحمت باشد ودر قطع علائق مخلوقات ہیچ آلتے از افعال و اذکار ظاہری و باطنی کامل وشافی تر از قولِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ نیست ۔ ونیز مشائخ گفتہ اند اگرچہ دل بذکر گویا گردد از سعی در ذکر نمی باید ایستاد علی الخصوص پیش از صبح وبعد عصر ونماز شام ۔ وحضرت خواجہ امام علی حکیم ترمذی رحمۃ اللہ علیہ فرمودہ اند کسے کہ دوام دولتِ ایمان طلبد باید کہ در ہر جائے و ہر کارے عادت وے گفتن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ بود ظلمتِ شرک خفی ہموارہ باین کلمہ دُور کند ۔ وہم ایشان فرمودہ اند کہ بیداریِ دل را درجات است و بیداری میسّر نمی شود الا بہ اقتصاد و اقتصاد دوامِ ذکر است در نوم ویقظہ

Marfat.com

مقاماتِ سلوک میں پہلی تجلی جو سالک پر آتی ہے وہ تجلی افعال ہوتی ہے اس کو محاضرہ کہتے ہیں۔ پھر تجلی صفات ہوتی ہے جسے مکاشفہ کہتے ہیں۔ اور پھر تجلی ذات ہوتی ہے اُس کا نام مشاہدہ ہے۔ اور حضرت خواجہ امام ربانی خواجہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ جن کو ہمارے مشائخ قدس اللہ ارواحہم کا سلسلہ جا ملتا ہے۔ یوں فرماتے ہیں کہ طالب کو چاہیے کہ رات دن لا الٰہ الا اللہ میں مستغرق رہے۔ اپنا سونا اور جاگنا سب اُس پر صرف کرے۔ اور نفل نمازوں اور ذکر دل اور تسبیحوں سے باز رہے۔ فقط لا الٰہ الا اللہ میں سب صرف کرے۔ جو جگہہ علم لدنی اور حکمتِ الٰہی کی ہے، وہاں نفلوں سے خدمت کرنی زحمت ہے۔ اور مخلوقات سے قطع کرنے میں کوئی آلہ ظاہری و باطنی اعمال و اذکار میں کامل و شافی تر "لا الٰہ الا اللہ" سے نہیں ہے۔ اور یہ بھی مشائخ نے فرمایا ہے کہ اگرچہ دل سے ذکر جاری ہو جائے تو بھی ذکر کرنے کی کوشش سے باز نہ رہے۔ علی الخصوص صبح سے پہلے اور عصر اور شام کے بعد اور حضرت خواجہ امام علی حکیم ترمذیؒ نے فرمایا ہے کہ جو اپنے ایمان کی دولت ہمیشہ چاہے وہ اپنے ہر کام میں اور ہر جگہہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کی عادت کر لے۔ ہمیشہ شرک خفی کی ظلمت اس کلمہ سے دُور کرتا رہے۔ اور یہ بھی انھوں نے فرمایا کہ بیداری دل کے بہت درجے ہیں اور دل کی بیداری میسر نہیں ہوتی مگر اقتصاد سے اور اقتصاد کیا ہے؟ دوام ذکر ہی سوتے جاگتے

Marfat.com

و بعضے مشائخ ذکر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه را اختیار کردہ اند و مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه را در وے مضمر می دارند۔ و مشائخ ما قدس اللہ ارواحهم کلمه تمام را می گویند۔ و قال حجۃ الاسلام گمان مبر که روزن دل به ملکوت بے خواب وبے مرگ کشادہ نہ گردد که ایں چنیں نیست۔ بلکه اگر به بیداری کسے خویشتن را ریاضت کند و دل را از دست غضب و شهوت و اخلاق بد و ناپائیست ایں جهان بیرون کند وجائے خالی به نشیند و چشم فراز کند و حواس را معطل سازد و دل را بملکوت مناسبت وہد۔ اللّٰه اللّٰه اللّٰه بر دوام گوید بدل نه بزبان تا چناں شود که از خویشتن و از ہمه عالم بے خبر شود و از ہیچ چیز خبر نه داشته باشد۔ چون چنیں شود اگرچه بیدار باشد آں روزن کشادہ شود۔ انچه دیگراں در خواب بینند وے به بیداری بیند۔ ارواح و فرشتگان در صورتهائے نیکو وے را پدید آیند و پیغامبران علیهم السلام را دیدن گیرد و از ایشاں فائدہ ہا گیرد و مدد ہا یابد و ملکوت آسمان و زمین بوے نمایند و کسے را که راہ کشادہ باشد کار عظیم بیند که در حد وصف نیاید واما در بدایت کار تکلف مجاہدہ و ریاضات در کار است چناں که قوله تعالےٰ: وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا یعنی از ہمه چیز ہا

Marfat.com

اور بعضے مشائخ نے ذکر لا الٰہ الا اللہ اختیار کیا ہے اور محمد رسول اللہ کو
اُس میں مضمر رکھتے ہیں اور ہمارے مشائخ قدس اللہ اروا حہم پورا کلمہ
کہتے ہیں۔ اور حجۃ الاسلام نے فرمایا ہے کہ گمان نہ کرے کہ دل کا روزن ملکوت
کی طرف بغیر سونے اور بغیر مرنے کے نہیں کھلتا۔ کیونکہ یہ بات ایسی نہیں ہے
بلکہ اگر کوئی بیداری میں ریاضت کرے اور دل کو غضب اور شہوت اور
اخلاقِ بد سے اور اس جہان کے بُرے کاموں سے بچائے اور ایک
خالی جگہ پر بیٹھے اور آنکھیں بند کرے اور حواس معطل کرے اور دل
کو ملکوت سے مناسبت دے اور اللہ اللہ ہمیشہ دل سے کہے۔
زبان سے نہیں۔ اس قدر کہ اپنے سے اور سارے عالم سے بے خبر ہو جائے
اور کسی چیز کی خبر نہ رکھے۔ جب ایسا ہو تو اگرچہ بیدار ہو وہ دل کا روزن
ملکوت کی طرف کھل جاتا ہے۔ جو کچھ اور لوگ خواب میں دیکھتے ہیں وہ بیداری
میں دیکھ لیتا ہے۔ اروا حیں اور فرشتے اچھی اچھی صورتوں میں اُسے نظر
آتے ہیں۔ اور پیغمبران علیہم السلام کو دیکھنے لگتا ہے۔ اور اُن سے فائدے حاصل
کرتا ہے اُن سے مدد پاتا ہے اور ملکوتِ آسمانؐ زمین اس کو نظر آتے ہیں اور جس کا روزن
کھل جاتا ہے وہ ایسے عظیم کام دیکھتا ہے جو تعریف سے باہر ہیں۔ لیکن ابتدا میں
مجاہدہ کی تکلیف اور ریاضتیں ضروری ہیں۔ جیسا حق تعالےٰ نے
فرمایا ہے وَاذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا یعنی سب چیزوں سے

Marfat.com

گسستہ گردی۔ وہمگی خود را بوے دہی و بہ تدبیرہا مشغول نہ گردی۔
کہ او سبحانہٗ خود کار راست کند رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ط چون وے را بہ وکیلی گرفتی تو فارغ شدی
با خلق میامیز۔ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ط
یعنی صبر کن بر انچہ اہل دنیا طعن واستخفاف کنند و ایشاں را بگذار
گذاشتنی نیک۔ ایں ہمہ تعلیم مجاہدہ وریاضت ست تا دل صافی شود
از عبادت خلق واز شہوات دنیا واز مشغلہ محسوسات وراہ صوفیان
این ست۔ واین راہ نبوت ست۔ گماں مبر کہ ایں حال بہ پیغمبراں مخصوص
است۔ زیراکہ ہر ہمہ آدمیان دراصل فطرت شائستہ آن ست۔ كُلُّ
مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ الْاِسْلَامِ۔ عبارت ازیں شائستگی
ست۔ وَمَنْ لَمْ يَعْتَقِدْ اِنَّ اللّٰهَ عِبَادًا يُشَاهِدُوْنَ فِيْ حَالِ
الْيَقَظَةِ مَا لَا يُمْكِنُ لِغَيْرِهِمْ اَنْ يَّرَاهُ اِلَّا فِيْ حَالِ النَّوْمِ
لَمْ يَهْتَدِ اِلٰى حَقِيْقَةِ الْاِيْمَانِ بِالنُّبُوَّةِ۔ وجملہ محققان مجاہدہ
اثبات کردہ اند ومرآن را بہ سبب مشاہدہ گفتہ اند وسہیل بن عبداللہ
مجاہدہ را علت مشاہدہ گفتہ است۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ
جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ وقال جنید رحمۃ اللہ علیہ
الْمُشَاهِدَاتُ مَوَارِيْثُ الْمُجَاهِدَاتِ وَلَا يَسْتَقِيْمُ النِّهَايَاتُ

Marfat.com

کچھ علاقہ نہ رکھے اور بالکل اپنے تئیں اللہ کو سونپ دے اور تنہا بیٹھ کر دل میں مشغول اللہ ہو کہ اللہ آپ سب اُس کے کام بنا دے گا۔ (یعنی پروردگار مشرق اور مغرب کا نہیں کوئی معبود مگر وہی۔ پس اختیار کر تو اس کو وکیل) جب اُس کو وکیل کیا تو سب سے فارغ ہوا۔ ایسے خلقت سے نہ ہل (یعنی صبر کر جو اہل دنیا تجھ پر طعن کریں اور تیری حقارت کریں اور اُن کو چھوڑ دے اچھی طرح سے۔ یہ مجاہدہ اور ریاضت کی تعلیم ہے۔ اس لیے کہ دل صاف ہو جائے خلقت کی عبادت اور دنیا کی شہوت سے۔ اور محسوسات کے مشغلہ سے۔ اور صوفیوں کا راستہ یہی ہے۔ اور یہ نبوت کی راہ ہے۔ اور یہ گمان نہ کرے کہ یہ امور پیغمبران علیہم السلام ہی کے لیے مخصوص ہیں۔ اس لیے کہ ہر آدمی اصل فطرت میں اس کے لائق ہے۔ (ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہے اسلام کی فطرت پر) کے یہی معنی ہیں۔ (جس کا یہ اعتقاد نہ ہو کہ اللہ کے ایسے بندے بھی ہیں جو بیداری میں وہ سب کچھ دیکھتے ہیں جو دوسرے لوگ نہیں دیکھتے مگر سونے کی حالت میں۔ تو اس نے ہدایت نہیں پائی ایمان بالنبوۃ کی حقیقت کی۔) اور مجاہدہ کو سب محققین نے ثابت کیا ہے۔ اور اُسے مشاہدہ کا سبب فرمایا ہے۔ اور سہل بن عبداللہ نے مجاہدہ کو مشاہدہ کی علت فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اور جنھوں نے مجاہدہ کیا ہماری راہ میں البتہ ہم اُن کو اپنی راہ دکھاتے ہیں اور فرمایا حضرت جنید بغدادیؒ نے مشاہدے میراث ہیں مجاہدوں کی اور نہایت حاصل

Marfat.com

اِلَّا بِتَصْحِیْحِ الْبِدَایَاتِ۔ وَ نُوَا لَا تَیَسَّرَ اِلَّا بِتَرْکِ الْعَادَاتِ وَ هِجْرَانِ الْمَاْلُوْفَاتِ۔ بزرگان گفتہ اند تا صدق مجاہدت نہ باشد صفائی نیز نہ باشد ــــ طریقِ دوم توجہ است و مراقبہ و این طریق از طریقِ نفی و اثبات اعلیٰ و اقرب است بہ جذبہ۔ و از طریق مراقبہ بہ مرتبۂ وزارت و تصرف در ملک و ملکوت می توان رسید۔ و اشراف بر خواطر و بنظرِ موہبت نظر کردن و باطنی را منور ساختن و دوام بہ جمعیتِ خاطر و قبولِ دلہا از دوامِ مراقبہ است و دوامِ دولتِ مراقبہ نے مقدمہ قطعِ علائق و عوائق و صبر بر مخالفتِ نفس و احتراز از صحبتِ اغیار میسر نہ گردد۔ و مراقبہ آن است کہ آن بے چون و بے چگون کہ از اسمِ مبارک اللہ مفہوم می گردد بے واسطۂ عبارتِ عربی و فارسی و عبری وغیرہ ملاحظہ نماید۔ دلِ خود را از محلِ صنوبری دور نہ دارد۔ و این معنی را بجمیع مدارک و قویٰ و نگاہداشت نگاہ کند۔ تا آن زمان کہ بہ سببِ مداومت اعضا ربکلف از میان برخیزد۔ و اگر درین معنی فتورے واقع شود بہ اسمِ ذات کہ اللہ است با توجہ بہ آں معنی مشغول شود تا کہ ذکر بماند و ہماں حقیقت ذکر حاصل شود۔ اما در ابتدا بہ واسطۂ ضعفے کہ لبقیہ است دریافت این معنی میسر نمی شود۔ ولیکن بتدریج این معنی پرتو اندازد و چناں شود کہ

Marfat.com

نہیں ہوتی بغیر صحتِ نماز کے ۔ اور یہ بات میسر نہیں ہوتی مگر عادتوں کے ترک کرنے سے اور اُلفت کی چیزوں کے جدا کرنے سے) بزرگوں نے فرمایا ہے جبتک صدقِ مجاہدہ نہ ہوگا سِر کی صفائی نہ ہوگی ۔ دوسرا طریق توجہ اور مراقبہ ہے ۔ اور یہ طریق نفی واثبات کے طریق سے اعلیٰ ہے اور جذبہ سے بہت قریب ہے اور مراقبہ کے طریق سے پہنچتا ہے وزارت اور تصرف کے مرتبہ کو، ملک و ملکوت میں اور دلوں کے خطرے معلوم کرنے لگتا ہے ۔ اور بخشش کی نظر کرنے کو اور کسی کا باطن منور کر دینے کو اور دوام جمعیتِ خاطر اور دلوں کے مقبول ہونے کو یہ امور اسی دوام مراقبہ سے حاصل ہوتے ہیں ۔ اور دوام دولت مراقبہ بغیر پہلے ہونے قطع علائق اور عوائق اور صبر کرنا مخالفتِ نفس پر اور بچنا اغیار کی صحبت سے حاصل نہیں ہوتا ۔ اور مراقبہ کیا ہے وہ بیچون و بیچگون کے معنی جو مبارک اسم اللہ سے مفہوم ہوتے ہیں بے واسطے کسی عبارت عربی فارسی عبری وغیرہ کے دھیان میں رکھے اور اپنے دل کو صنوبری مقام سے دور نہ رکھے اور اس معنی کو تمام مدرکوں اور قوتوں میں خواہ نخواہ نگاہ رکھے ۔ یہاں تک کہ اس کی مداومت سے یہ زبردستی نگاہ رکھنا دور ہو جائے ۔ اور اگر اس معنی میں کچھ فتور واقع ہو تو اسم ذات یعنی اللہ کے معنی کی طرف توجہ کے ساتھ مشغول ہو ۔ اسی معنی سے کہ ذکر رہ جائے اور وہی حقیقت ذکر کی حاصل ہو ۔ لیکن ابتدا میں اس ضعف کے سبب جو باقی ہے اس معنی کا حاصل کرنا میسر نہیں ہوتا ۔ مگر آہستہ آہستہ ہو جاتا ہے ۔ اور ایسا ہو جاتا ہے کہ

Marfat.com

غیر این معنی در نظرِ بصیرت چیزے نہ نماید ہر چند کہ از خود خواہد کہ تعبیر کند نتواند اَنَا الحقُّ وَ ھُوَ الحق ۔ وَھُوَ الحقُّ اَنَا الحق. شعر

اے برادر تو ہمیں اندیشۂ | مابقی تو استخوان و ریشۂ
گر گل ست اندیشۂ تو گلشنی | ور بود خارے تو ہمہ گلخنی

اے عزیز حق سبحانہٗ تعالےٰ نفسِ ناطقہ را استعدادے بخشیدہ است کہ ہر امرے کہ مستحق فی نفس الامر است روے از درنگ ہمان پذیرد ۔ وہر چیز را کہ نصب العین خود ساز د حکم آن گیرد سہ

گر گل گذرد بخاطرت گل باشی | ور بلبلِ بیقرار ازبلبل باشی
تو جزوی و حق کل ست اگر روزے چند | اندیشۂ کل پیشہ کنی کل باشی

و طریقے کہ نگاہداشت این آسان تر باشد آن ست کہ دم را زیر ناف حبس کردہ و زبان را بہ کام ولب را بر لب چسپاندہ نفس را حبس کند بر وجہے کہ دم در درون بسیار تنگ نہ شود و در بیرون آمدن و در درون آمدن نفس و مابین النفسین آگاہی باشد تا نفسی ازین شغل غافل نہ گردد ۔ و در نسبتِ حضور مع اللہ فتورے واقع نہ شود تا برسد بہ آنجا کہ بے تکلف این نسبت حاضرِ دلِ او بود ۔ و آگاہی صفتِ لازمِ دل گردد ۔ چنانکہ بینائی در باصرہ و شنوائی در سامعہ اگر کسے را چنان بخود آگاہ گرداند کہ از غایتِ آگاہی وصفِ شعور

اس کے معنی کے سوا اس کی بصیرت کی نظر میں کچھ نہیں آتا ہے جب تک یہ صورت نہیں کر سکتا۔ انا الحق ہونا تھی اور ہونا تھی انا الحق ہو جاتا ہے۔ شعر

اے برادر تو ہمہ اندیشہ ہے　　اور باقی استخواں یا ریشہ ہے
تو جو گل سمجھے تو اک گلشن ہے تو　　خار گر سمجھے تو بس ایندھن ہے تو

اے عزیز حق سبحانہ تعالیٰ نے بعض ناظروں کو ہمیشہ استعداد اثر کی ہے کہ اگر کسی ایسے امر کی طرف جو فضل الٰہی تعالیٰ سے متوجہ ہو تو آدمی کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے اور جس چیز کو اپنا نصب العین اور منظور رکھتا ہے اسی کا حکم حاصل کرتا ہے۔

دھیان گل کا دل میں رکھ تو گل ہے تو　　اور اگر بلبل ہے تو بلبل ہے تو
جزو ہے تو کل ہے حق اگرچہ روز　　کل کا اندیشہ کرے تو کل ہے تو

اور وہ طریق جس سے اس کی نگاہداشت بہت آسان ہو جاتی ہے یہ ہے کہ سانس کو زیر ناف بند کرے اور زبان کو تالو سے لگائے اور جب تک ہو سکے سانس کو روکے اور ہر سانس کے ساتھ اندر جاتے ہوئے متوجہ ہو۔ اور سانس کے باہر آنے اور اندر جانے اور دونوں کے درمیان سے آگاہ رہے تاکہ کوئی سانس اس شغل سے غافل نہ ہو جائے اور نسبت حضور مع اللہ میں کوئی فتور نہ آ جائے تو وہاں تک پہنچے کہ بے تکلف یہ نسبت اس کے دل میں حاضر ہو اور آگاہی دل کی صفت لازم ہو جائے جیسے آنکھوں میں بینائی اور کانوں میں شنوائی اگر کسی کو ایسا اپنے سے آگاہ کریں بغایت آگاہی کے سبب اس کو اپنی آگاہی کا کوئی شعور

Marfat.com

آگاہی او را نماند نہایت استغراق است۔ و اوائل درین حال بعضے را حواسِ ظاہرہ و باطنہ از ادراک امورِ محسوسہ و معقولہ معطل باشند و نہایت بے خودی روے نماید و بعضے را باوجود آنکہ این معنی بکمالہ میسر شود ہمہ حواس در کارِ خود باشند۔ و این حال اشرف و قوی است براول اگر کسے را و قوفے بمقاصد اربابِ ولایت حاصل شدہ است یقین او خواہد بود کہ شہود و حضور و مشاہدہ کہ اہلِ ولایت را می باشد عبارت از دوام حصولِ یادداشت است۔ تعبیر ازان بہ آگاہی کردہ باشد۔ اگر درین مقام چناں شود کہ از شعور این نسبت نیز بے شعور بود و بجز ہستی حق نسبت نماند و اشغال ظاہرہ مانع نیاید از وجودِ این نسبت مانع نیاید۔ از اعمال ظاہرہ وصفِ ظاہری و شہودی از نظرِ دل برخیزد و چنان در بحر نیستی گم گردد، کہ ازو نہ فعل ماند و نہ صفت و اسم و نہ ذات این را بزرگان تعبیر بہ فنار فنار کردہ اند اگر حق سبحانہٗ تعالےٰ او را ازین مقام ترقی بخشد و بقار بعد از فنار رساند از خود بہ محض عنایت نورے بخشد کہ بہ آن نور تواند دید کہ مشاہدہ حیز او جل ذکرہٗ نیست و اشیاء ہمہ مظاہر و مجالی آنحضرت است جل ذکرہٗ و این امر ملکہ وے گردد او را از جملہ بالغان شمردہ اند و برائے تکمیل ناقصاں مقرر شود۔ و اجازت کردہ اند بصحبت و تربیت معتقدانِ این طریق۔ و درہمیں مقام اگر دل را تمکین حاصل شدہ است

نہ رہے نہایت استغراق ہے۔ اور اول اس حال میں بعضے کے حواس ظاہر اور حواس باطن امورِ محسوسہ اور معقولہ کے دریافت و معلوم ہونے سے معطل ہو جاتے ہیں۔ اور نہایت بیخودی ہو جاتی ہے اور بعضے کو یاد و آگاہی بھی خوب کمال کے ساتھ حاصل ہو جاتے ہیں تمام حواس اپنے اپنے کام میں رہتے ہیں تو یہ حال پہلے حال سے بہت اشرف اور قوی ہے۔ اگر کسی کو اہلِ ولایت کے مقصدوں کا حال معلوم ہوگا تو وہ یقین کرے گا کہ شہود و حضور و مشاہدہ جو اہلِ ولایت کو ہوتا ہے وہ دوام حصول یادداشت ہی ہے۔ اس کو آگاہی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اگر اس مقام میں ایسا ہو جائے کہ اس نسبت کے شعور کا بھی شعور نہ رہے اور سوائے ہستی حق کے کوئی نسبت نہ رہے اور اشغالِ ظاہری اس کو اس نسبت سے مانع نہ ہوں اور اس کا حضور مانع نہ ہو ظاہری اعمال سے اور وصفِ شاہدی و شہودی اُس کی نگاہِ دل سے اُٹھ جائے اور ایسے دریائے نیستی میں گم ہو جائے کہ اس سے نہ نقل رہے، نہ صفت و اسم اور نہ ذات اس کو اہلِ لوگ فنا و فنا سے تعبیر کیا ہے۔ اگر اس کو حق سبحانہٗ تعالیٰ مقامِ ترقی عطا فرمائے اور فنا کے بعد جو بقا ہے اُس پر اُسے پہنچائے تو اپنی طرف سے بہ محض عنایت ایسا نور بخشتا ہے کہ اس نور سے وہ دیکھ سکتا ہے کہ مشاہدہ سوائے اللہ کے نہیں ہے اور کل اشیاء اُس کے مظاہر و تجلی گاہ ہیں اور یہ امر اُس کا ملکہ ہو جائے ایسے شخص کو اہلِ لوگ ... کہتے ہیں۔ پھر وہ ناقصوں کے کامل کرنے کو مقرر ہوتا ہے۔ اور ان لوگوں کی صحبت و تربیت کی اجازت دی جاتی ہے جو اس راستہ کے مستعد ہوں۔ اور اسی مقام میں اگر دل کو تمکین حاصل ہوتی ہے

حالش ہمہ شادی و فرح بود کہ کونین در جنبت او بمقدار خردل نیرزد۔ واگر نظر دال بران بود کہ ہنوز چیزے ماندہ است کہ بہ آن نہ رسیدہ است حالش ہمہ شوق و قلق و اضطراب و اشتیاق کہ از ہیچ کاملے از انبیاء و غیر ایشان زائل نہ شدہ است۔ ہمیشہ حق سبحانہٗ وتعالیٰ دوستان خود را دریں فرح و اندوہ و اشتیاق می دارد الیٰ میعاد یوم اللقاء، زیرا چہ ہر لحظہ کہ بہ تجلی مشرف کنند بہ واسطہ ایں تجلی استعداد دیگر حاصل شود الیٰ غیر النہایۃ۔ لیں ہر چند کہ زلال تجلیات بیش تشنگی بیش۔ نہ افاضت آب حیات حقیقی منقطع و نہ عطش محبان جمال در نقصان و زوال۔ شعر

شَرِبْتُ الْحُبَّ کَاْساً بَعْدَ کَاْسٍ　　فَمَا نَفِدَ الشَّرَابُ وَلَا رَوِیْتُ

طریق سوم۔ رابطہ آن ست کہ پیرے کہ بمقام مشاہدہ رسیدہ باشد و بہ تجلیات ذاتیہ متحقق گشتہ باشد دیدار وے بمقتضائے ھُمُ الَّذِیْنَ اِذَا رُأُوْا ذُکِرَ اللّٰہُ فائدہ ذکر دہد۔ و صحبت وے موجب ھُمْ جُلَسَاءُ اللّٰہِ نتیجہ صحبت مذکور دہد۔ چوں صحبت چنیں عزیزے دست دہد واثر آن را در خود بیابد چندانکہ تواند آں را نگاہ دارد۔ و اگر حاضر نبود نظر میان دو ابروے وے گمارد و چنان ربط نماید کہ بجز وجود آن عزیز ہیچ نماند۔ و از وجود خود منسلخ گردد و بوجود وے متصف گردد۔ و اگر دران فتورے واقع شود باز بہ صحبت وے

تو اُس کا یہ حال ہے کہ وہ سر تا پا خوشی و فرح ہے۔ دونوں جہان اُس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی نہیں۔ اور جو دل کی نظر اس پر ہے کہ ابھی کچھ رہ گیا ہے کہ اُسے نہیں پہنچا ہے تو اُس کا حال تمام شوق و قلق اور اضطراب میں ہوتا ہے۔ اگر یہ اضطراب و اشتیاق کسی کامل انبیاء اور غیر انبیاء سے زائل نہیں ہوا ہمیشہ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے دوستوں کو اس خوشی اور غم و اشتیاق میں رکھتا ہے قیامت تک۔ اس واسطے کہ جب اس تجلی سے مشرف ہوتا ہے تو اس تجلی کے سبب دوسری تجلی کی استعداد حاصل ہوتی ہے۔ اسی طرح آگے ہوتی چلی جاتی ہے بے نہایت۔ جس قدر تجلیات زیادہ ہوتی ہیں اشتیاق زیادہ ہوتا ہے۔

نہ اُدھر سے فیض کا آب حیات منقطع ہو نہ اِدھر محبانِ جمال کی پیاس کم ہو۔ شعر

مئے الفت، چڑھاتا جا رہا ہوں ، نہ چھلکتی ہے نہ میں اکتا رہا ہوں

تیسرا طریقہ رابطہ ہے۔ رابطہ اُسے کہتے ہیں کہ جو ایسا پیر ہو کہ مشاہدہ تام کو پہنچا ہو اور تجلیاتِ ذاتیہ سے متحقق ہو۔ اُس کا دیدار بموجب (وہ وہ لوگ ہیں کہ جب اُن کو لوگ دیکھیں تو اللہ کا ذکر کریں) کے ذکر کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اس کی صحبت بموجب (وہ اللہ کے درباری ہیں) کے نتیجہ اللہ کی صحبت کا دیتا ہے۔ جب ایسے عزیز کی صحبت حاصل ہو، اور اس کا اثر اپنے میں پائے تو جس قدر ہو سکے اس کی حفاظت کرے۔ اگر موجود ہو تو اس کے دونوں ابرو کے درمیان نظر کرے اور ایسا ربط کرے کہ سوا اُس عزیز کے اور کسی کی ہستی نہ رہے۔ اپنی ہستی سے نکل کر اُس کی ہستی سے متصف ہو جائے۔ اور جو اس میں کچھ فتور واقع ہو جائے تو پھر اُس کی صحبت میں

رجوع نماید تا از برکت او آن معنی پرتو اندازد۔ وہمچنین مرۃ بعد اُخرےٰ تا آن زمان کہ کیفیتِ معہودہ ملکۂ وے گردد۔ و در غیبت آن عزیز صورتِ وے را در خیال گرفتہ بجمیع قواے ظاہری و باطنی متوجہ قلب صنوبری گردد۔ ہر خاطری کہ تشویش دہد نفی کند تا کیفیتِ بیخودی روے نماید و ہیچ طریق ازیں اقرب نیست۔ بسیار باشد کہ چوں مرید را قابلیتِ آن باشد کہ پیر در دے تصرف کند در اول مرتبہ وے را بمرتبۂ مشاہدہ رساند۔ بزرگاں گفتہ اند ۔ اِصْحَبُوا مَعَ اللّٰهِ فَاِنْ لَمْ تُطِيْقُوْا مَعَ مَنْ اَصْحَبَ مَعَ اللّٰهِ ۔ یعنی ہمتے دار کہ بہ آگاہی کہ پرتوے ہست از تجلی ذاتی مشرف شدہ از تعلق کونین خلاص گردی و اگر طاقت این چنیں کارے نہ داری آگاہ بہ کسانے باش کہ بہ پرتو این تجلی مشرف شدہ اند۔ واز خود رہائی یافتہ۔ وہمت شریفۂ شان از تعلقِ غیر نجات یافتہ۔ آیۃ کریمہ کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ اشارہ ہمین ہست دکسے را کہ صفائیٔ فطرت باقی باشد بہ اشارۂ صاحب دولتے کہ بہ شہودِ ذاتی رسیدہ باشد در اندک وقت این دولت حاصل آید بے آنکہ ریاضت و محنت بسیار کشد۔ شعر

آنکہ بہ تبریز دید یک نظر شمس دین ۔۔۔ طعنہ زند بر دہٖ و سخرہ کند بر چلہ

فصل ۳ ۔ در بیان کلماتِ قدسیہ خواجہ عبدالخالق غجدوانیؒ

کہ سر حلقۂ سلسلۂ خواجگان اند۔ لاجرم الفاظِ مصطلحۂ ایشان دانستن طریقۂ

رجوع کرے تاکہ اُس کی برکت سے وہ امر حاصل ہو جائے۔ اسی طرح ایک بار دو بار تین بار کرے۔ جبتک وہ کیفیتِ معلومہ ملکہ نہ ہو جائے جبتک ایسا کرے اور اگر وہ حاضر نہ ہو تو اُس عزیز کی صورت خیال میں لاکر سب قوائے ظاہری و باطنی سے قلب صنوبری کی طرف متوجہ ہو جو خطرہ پریشان کرے تو اس کو دور کرے تاکہ بیخودی کی کیفیت حاصل ہو اور اس طریقہ سے کوئی اور طریقہ نزدیک نہیں ہے۔ ایسا اکثر ہوتا ہے کہ مرید میں اگر ایسی قابلیت ہو کہ پیر اس میں تصرف کرے تو پہلی ہی دفعہ میں مشاہدہ کو پہنچا دیتا ہے۔ بزرگوں نے فرمایا ہے کہ (اللہ کے ساتھ مصاحبت کرو۔ اگر ایسا نہ کر سکو تو اُن کے ساتھ مصاحبت کرو جو اللہ کے ساتھ مصاحبت کرتا ہے۔ یعنی ہمت رکھ کہ آگاہی سے جو ایک پرتو ہے تجلی ذاتی کا مشرف ہو کر دوئی کے تعلق سے خلاصی پائے۔ اور جو ایسے کام کی طاقت نہیں رکھتا وہ اُن لوگوں سے جو تجلی سے مشرف ہوئے ہیں اور اپنی خودی سے رہائی پا چکے ہیں۔ اور اُن کی ہمت شریف غیر کے تعلق سے نجات پائی ہوئی ہے (اور ہو تم صادقوں کے ساتھ) اسی طرف اشارہ ہے جس کی بمعانی فطرت باقی ہو وہ ایسے صاحب دولت کے اشارہ سے جو شہودِ ذاتی کو پہنچا ہو تھوڑے عرصہ میں اس دولت کو پہنچ جاتا ہے بغیر محنت و ریاضت کے۔ شعر:-

تبریز میں جو ایک نظر میں مجھے ملا
چلے میں اور دھے میں بھی حاصل نہ ہو سکا

فصل ۳

بیان میں کلمات قدسیہ حضرت خواجہ عبدالخالق غجدوانی کے جو سلسلہ خواجگان کے سرحلقہ ہیں ان کی اصطلاح کے الفاظ جن سے ان کا طریقہ معلوم ہوتا ہے

Marfat.com

این فرزند بعد موفقیت را آنست که خواند آنچه سالکان این طریق را از وی چاره نیست. هر چه [illegible] میباید کرد مر حضرت خواجه را صحبت [illegible] در آداب [illegible] فرزند [illegible] حضرت خواجه اولیا [illegible] قدس سره نوشته اند مشتمل بود [illegible] که نا گزیر است سالکان و مریدان است و از جمله وصایا [illegible] است. این چند فقره [illegible] یابد [illegible] ترا [illegible] علم [illegible] و تقوی در جمیع احوال بر تو باد که تتبع آثار صالحین کنی و ملازم صحبت [illegible] باشی و [illegible] و از صوفیان جاهل [illegible] یافت نشود [illegible] آن امام [illegible] طالب [illegible] شو [illegible] [illegible] [illegible] وصایای [illegible] مردم [illegible] صحبت [illegible] بنا کنی [illegible] پدید آرد [illegible] صالح [illegible] [illegible] از شیر [illegible] [illegible] مردان [illegible] و توانگران [illegible] صحبت [illegible] و با توانگران [illegible] شوی. و در طلب دنیا [illegible] [illegible] و بعد [illegible]

Marfat.com

بہت اور فائدوں کے جو اس طریقہ کے سالکوں کو بہت ضروری ہے۔ اس فصل
تک ہم بیان کرتے ہیں۔ اور حضرت خواجہ کا ایک نصیحت نامہ ہے آداب طریقت
کے جو انھوں نے اپنے فرزند معنوی خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہ کے واسطے لکھا ہے
کہ وہ نصیحت بہت بڑے فائدے [illegible] یہ سب سالکوں اور مریدوں کو بہت ضرور
ہیں اور ان سب نصیحتوں میں سے یہ چند ایسے فقرے [illegible] جو لکھے جاتے
ہیں۔ یہ نصیحت کرتا ہوں [illegible] فرزند عزیز اولیاء کو ہر حال میں اپنے اوپر لازم
کر [illegible] فقہ و حدیث سیکھ اور جاہل
صوفیوں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] اور مردوں اور عورتوں اور [illegible]
[illegible] حلال کی اور شبہ سے پرہیز کر اور [illegible]
[illegible] دنیا کی طلب میں دین [illegible] بہت [illegible] بزرگوں کو [illegible]

Marfat.com

نگری۔ و ہیچ فردے را حقیر نہ شمری۔ ظاہر خود را میارا اے کہ آرائش ظاہر
از خرابیِ باطن است۔ و با خلق مجادلہ مکن۔ و از کسے چیزے مخواہ۔ و کسے
را خدمت مفرمائے۔ و مشائخ را بہ مال و تن و جان خدمت کن و افعالِ
ایشاں را انکار منماے کہ منکر ایشاں ہرگز رستگاری نیابد۔ بہ دُنیا و
اہلِ دنیا مغرور مشو۔ باید کہ دلِ تو ہمیشہ اندوہگین باشد و بدنِ تو
بیمار۔ و چشمِ تو گریاں۔ و عملِ تو خالص و دعائے تو بتضرع و جامۂ تو
کہنہ، و رفیقِ تو درویش، و مایۂ تو فقر۔ و خانۂ تو مسجد، و مونسِ تو حق سبحانہٗ
و تعالےٰ"۔ و ہم از کلماتِ قدسیہ حضرتِ خواجہ ایں ہشت کلمات
است کہ بنای طریقۂ خواجگان قدس اللہ اسرارہم بر آن است۔ ہوش در
دم۔ نظر بر قدم۔ سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یاد کرد۔ بازگشت۔
نگاہ داشت، یادداشت۔ و غیر این ہمہ پنداشت و پوشیدہ نہ ماند
کہ سہ کلمہ دیگر ہست از جملہ مصطلحات ایں طائفہ علیہ و آن وقوف زمانے
و وقوف عددی، و وقوف قلبی کہ جملہ یازدہ است۔ مولانا سعد الدین
کاشغری قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ ہوش در دم۔ یعنی انتقال از نفسے بہ
نفسے می باید کہ از سر غفلت نہ باشد از سر حضور باشد و ہر نفسے کہ میزند
از حق سبحانہٗ و تعالیٰ خالی و غافل نباشد و حضرت خواجہ عبید اللہ احرار
قدس سرہٗ می فرمودہ اند کہ درین طریقہ رعایت و حفظ نفس مہم داشتہ اند
۔

Marfat.com

نظر سے دیکھ۔ اور کسی کو بھی حقیر نہ جان۔ اپنے ظاہر کو آراستہ نہ کر کہ ظاہر کی آرائش باطن کی خرابی کی وجہ سے ہے۔ خلقت سے جھگڑا نہ کر اور کسی سے کچھ نہ چاہ۔ اور کسی سے خدمت نہ لے۔ اور مشائخ کی مال و جسم و جان سے خدمت کر اور ان کے افعال کا انکار نہ کر کہ ان کا منکر ہرگز رہائی نہ پائے گا عذاب سے۔ دنیا اور دنیا داروں پر مغرور نہ ہو۔ چاہیے کہ تیرا دل ہمیشہ اندوہ گین رہے۔ اور تیرا بدن بیمار۔ اور آنکھیں روتی ہوئی۔ اور تیرا عمل خالص اور دعا عاجزی اور گڑگڑانے کے ساتھ اور کپڑے پرانے۔ اور تیرے رفیق درویش اور تیری پونجی فقر۔ تیرا گھر مسجد اور تیرا مونس حق سبحانہٗ تعالیٰ۔ اور حضرت خواجہ کے کلماتِ قدسیہ میں سے یہ آٹھ کلمے ہیں کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کے طریقہ کی بنا انھیں پر ہے۔ وہ ہیں ہوش دردم نظر بر قدم سفر در وطن۔ خلوت در انجمن۔ یادکرد۔ بازگشت نگہداشت۔ یادداشت۔ اور ان کے سوا سب نصیحت ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ تین کلمے اور ہیں اصطلاحوں میں سے اس طریقۂ علیہ کے۔ ایک وقوفِ زمانی اور ایک وقوفِ عددی اور ایک وقوفِ قلبی۔ یہ سب گیارہ کلمے ہیں۔ مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ہوش دردم یعنی انتقال ایک نفس سے دوسرے نفس کی طرف چاہیے کہ غفلت سے نہ ہو۔ حضور کے ساتھ ہو۔ جو سانس لے اللہ سے خالی اور غافل نہ ہو۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اس طریقہ میں نفس کی رعایت اور نگہبانی بہت ضروری ہے

Marfat.com

یعنی می باید که جمیع انفاس بر نسبت حضور و آگاهی مصروف شود۔ و اگر کسے محافظت نفس نمی کند می گویند که فلاں کس گم کرده است۔ یعنی طریق ورزش گم کرده است۔ و حضرت خواجه بهاء الدین قدس سره فرموده اند که بنا رکار درین راه بر نفس باید کرد و نفس را ضائع نگذارد که عنایت گیرد و در خروج و دخول و حفظ ما بین النفسین سعی نماید که به غفلت فرو نه رود و بیرون نیاید۔ شعر

اے سابقہ بحر علم بے ساحل بین | در بحر فراغ است و بر ساحل نشین
در وصف عکس تو ز موج گردش | آگاه به بحر باش بین النفسین

حضرت خواجه مولانا نور الدین عبدالرحمٰن الجامی قدس سره السامی در رساله شرح رباعیات آورده اند که شیخ ابوالجناب نجم الدین کبری قدس سره در رساله فواتح الجمال می فرمایند که ذکرے که جاری است بر نفوس حیوانات انفاس ضروریه ایشان است زیرا که بر آمد و فرود نفس نفس حرف ها که اشارت بغیب هویت حق سبحانه وتعالی است گفته می شود اگر خواهند و اگر نه خواهند همیں حرف ها است که در اسم مبارک الله است و الف و لام لا برائے تعریف است و تشدید لام از برائے مبالغه در آن تعریف۔ پس می باید که طالب هوشمند در نسبت آگاهی حق سبحانه وتعالی بدین وجه باشد که در وقت تلفظ باین حروف شریفه ذات حق سبحانه وتعالی ملحوظ وے باشد۔ و در خروج و دخول نفس واقف بود که

Marfat.com

یعنی چاہیے کہ ہر سانس ساتھ حضوری اور آگاہی کے ہووے نہ چھوڑے اور جو کوئی
رعایت سانس کی نہیں کرتا تو کہتے ہیں کہ فلاں شخص کھو گیا۔ یعنی طریقہ اور رستہ
بھول گیا۔ اور حضرت خواجہ بہاؤالدین قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ اس سلسلہ میں
کام کی بنا سانس پر کرنی چاہیے کہ سانس ضایع نہ ہو جائے۔ باہر آتے وقت
اندر جاتے وقت اور ان دونوں سانسوں میں نگاہبانی چاہیے کہ غفلت سے نہ گذرے

کیوں ظلم کے ساحل پہ پڑا دو کے ہے ۔۔۔ دولت ہے یہ ہمدم میں لگانا ہے کیا ہے
کوئی کا بھول سے بچا کر تو لیا ۔۔۔ دو سانسوں کے درمیان دیکھ رہا ہے

حضرت مولانا نور الدین عبد الرحمن جامی قدس سرہ السامی رباعیات
کی شرح کے آخر میں فرماتے ہیں کہ شیخ ابو الجناب نجم الدین کبریٰ قدس سرہ نے رسالہ
فواتح الجمال میں فرمایا ہے کہ جو ذکر کہ جاری کیا ہے حیوانات کے نفسوں پر یہ اُن
کے انفاس ضروریہ ہیں۔ اس واسطے کہ سانس کے آنے جانے میں جو حروف مہملات
سے ساتھ غیب ہویت حق سبحانہ تعالیٰ کے کیے جاتے ہیں۔ اگرچہ چاہیں یا
نہ چاہیں۔ وہ ہی حروف ہیں جو اللہ کے اسم مبارک میں ہیں۔ اور الف لام
تعریف کا ہے۔ اور لام کی تشدید اُس تعریف کے مبالغے کے واسطے ہے
تو چاہیے کہ طالب ہوشمند حق سبحانہٗ تعالیٰ کی آگاہی کی نسبت میں ایسی وجہ
پر ہو کہ جب یہ حروف نکلیں تو آئیں حق سبحانہ تعالیٰ کی ہویت ذات اُس
کی ملحوظ ہو۔ اور سانس کے اندر جانے اور باہر آنے میں واقف ہو۔

Marfat.com

در نسبت حضور مع اللہ فتورے واقع نہ شود تا کہ برسد بہ آنجا بے تکلف
نگاہ داشت او باین نسبت ہمیشہ حاضر دل او بودہ و بہ تکلف نتواند کہ
این نسبت را از دل دور کند۔ رباعی۔

یا غیب ہویت آمدے حرف شناس | الفاس ترا بود بران حرف اساس
یا ش آگہ از ان حرف دوامی ہمراہ | حرفی گفتم شگرف اگر داری پاس

پوشیدہ نماند غیبت ہویت کہ حضرت عبدالرحمٰن جامی عارف ربانی
درین رباعی گفتہ اند بہ اصطلاح اہلِ تحقیق عبارت است از ذات حق سبحانہٗ
وتعالیٰ بہ اعتبار لاتعین یعنی بشرط اطلاق حقیقی کہ مفید نسبت بہ اطلاق نیز
ممکن نیست کہ درین مرتبہ ہیچ علمے وادراکے ہرگز بوے متعلق گردد۔ و ازین
حیثیت مجہول مطلق است۔

نظر بر قدم آن ست کہ سالک را در رفتن و آمدن در شہر و صحرا و ہمہ جا
نظرِ بر پشت پاے او باشد تا نظر او پراگندہ نہ شود و بجائے کہ نمی باید
نیفتد۔ و می شاید کہ نظر بر قدم اشارت بہ سرعت سیر سالک بود در
قطع مسافاتِ ہستی وسطے عقبات خود پرستی۔ یعنی ہر جا کہ نظرش منتہی شود
فی الحال قدم بران نہند۔ و آنکہ ابو محمد رویم قدس سرہٗ گفتہ است کہ
اَدَبُ الْمُسَافِرِ لَا یُجَاوِزُ ہِمَّتَہٗ قَدَمَہٗ اشارت بہ این معنی است
و حضرت عارف سبحانی عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی در کتاب

Marfat.com

نسبتِ حضور مع اللہ میں کچھ فتور نہ پڑے۔ یہاں تک کہ وہاں پہنچے کہ بے تکلف اس نسبت کی نگہداشت ہمیشہ اُس کے دل میں حاضر ہے ایسے کہ تکلف سے بھی اس نسبت کو دل سے دور نہ کر سکے۔ ترجمہ رباعی۔

کہتے ہیں ہویت ہے پسِ پردۂ غیب ‏ ‏ ملتی ہیں اسی آس پہ سانسیں بے عیب

امید دھر اس میں بھی اسے یاد رکھو ‏ ‏ جو بات میں کہتا ہوں وہ حق ہے لاریب

پوشیدہ نہ رہے کہ غیبتِ ہویت جو حضرت عبدالرحمن جامی علیہ رحمۃ ربانی نے اس رباعی میں فرمائی ہے اہل تحقیق کی اصطلاح میں عبارت ہے ذاتِ حق سبحانہٗ تعالےٰ سے۔ باعتبارِ لاتعین کے۔ یعنی بشرطِ اطلاقِ حقیقی کے کہ مقید نہیں اطلاق سے بھی۔ ممکن نہیں ہے کہ اس مرتبہ میں کوئی علم اور کوئی ادراک ہرگز اُس سے متعلق ہو اور اس حیثیت سے مجہولِ مطلق ہے۔

نظر بر قدم یہ ہے کہ سالک کی نظر آنے جانے میں شہر اور جنگل میں سب جگہ پشتِ پا پر ہے۔ اس لیے کہ اس کی نظر پریشان نہ ہو۔ جہاں نہ چاہیے وہاں نہ جا پڑے۔ اور یوں بھی ممکن ہے کہ نظر بر قدم اشارہ ہو سرعتِ سیرِ سالک سے ہستی کی مسافت کے قطع کرنے میں اور خود پرستی کی گھاٹیاں طے کرنے میں یعنی جس جگہ اس کی نظر منتہی ہو فوراً اُس پر قدم رکھے۔ اور وہ جو ابو محمد رویم قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ:۔ (مسافر کا ادب یہ ہے کہ اُس کی ہمت اُس کے قدم سے تجاوز نہ کرے) اشارہ اسی طرف ہے۔ اور حضرت عارفِ سبحانی عبدالرحمن جامی قدس سرہٗ نے ایسا ہی کتاب

Marfat.com

تحفة الاحرار در منقبت حضرت خواجه بهاء الدین قدس سره این مضمون را چنین به نظم آورده اند۔ ابیات:

گه زده سینه ها در هوش دم — وز نگذشته نظرش از قدم
بسکه زده گرد صحبت سفر — باز نمانده قدمش از نظر

سفر در وطن آن است که سالک در طبیعت بشری سفر کند یعنی از صفات بشری به صفات ملکی و از صفات ملکی به صفات رحمانی بحکم تخلقوا باخلاق الله انتقال فرماید و حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سره فرموده اند که شخص طبیعت بهر جا سے که انتقال کند با صفت رذیله زایل نه شود تا انتقال نه کند از صفات خبیثه ــ بدانکه احوال مشایخ طریقت قدس سره در اختیار سفر و اقامت مختلف است۔ بعضے از ایشان در بدایت سفر کنند و در نهایت مقیم شوند۔ و بعضے در بدایت مقیم شوند و در نهایت سفر کنند و بعضے در بدایت و نهایت مقیم شوند و سفر نه کنند۔ و بعضے در بدایت و نهایت سفر کنند و مقیم نه شوند۔ و هر طایفه را از این چهار فرقه در سفر و اقامت نیتے صادق و غرضے صحیح است۔ چنانچه در ترجمه عوارف مشروح است۔ اما طریقه خواجگان قدس الله تعالی ارواحهم در سفر و اقامت آنست که در بدایت حال چندان سفر کنند که خود را به ملازمت عزیزے رسانند پس در خدمت وے مقیم شوند۔ و اگر هم در دیار خود کسی را

تحفۃ الاحرار میں حضرت بہاء الدین قدس سرہٗ کی منقبت میں یہ مضمون اس طرح نظم میں لائے ہیں :۔

غفلت میں کوئی سانس نہ لینا ہشیار — آنکھوں کو قدم سے مت ہٹانا زنہار
خود اپنی ہی مستی میں سفر کرنا تیز — چھوٹے نہ نگاہ سے قدم کا رہوار

سفر در وطن یہ ہے کہ سالک طبیعت بشری سے سفر کرے۔ یعنی صفات بشری سے صفات ملکی کی طرف۔ اور صفات ملکی سے صفات رحمانی کی طرف بموجب (اللہ کی عادتیں اختیار کرو) کے اور حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ شخص خبیث جس جگہ جائے اُس کی خباثت موقوف نہیں ہوتی۔ جب تک اُن صفات خبیثہ کو ترک نہ کرے۔ جاننا چاہیئے کہ مشائخ طریقت کا حال سفر و اقامت کے اختیار کرنے میں مختلف ہے۔ بعضے ان میں سے ابتدا میں سفر کرتے ہیں۔ اور انتہا میں اقامت اختیار کرتے ہیں اور بعضے ابتدا میں مقیم ہوتے ہیں اور انتہا میں سفر کرتے ہیں۔ اور بعضے اول و آخر میں مقیم ہی رہتے ہیں سفر نہیں کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر ہی کرتے ہیں اقامت نہیں کرتے۔ اور ان چار فرقوں میں ہر فرقہ کے سفر اور اقامت میں نیت صادق اور غرض صحیح ہوتی ہے جیسا کہ عوارف کے ترجمہ میں مشروح ہے۔ لیکن طریقہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا سفر اور اقامت میں یہ ہے کہ ابتدائے حال میں اتنا سفر کرتے ہیں کہ کسی عزیز کی ملازمت میں پہنچ جائیں۔ اور پھر اُس کی خدمت میں اقامت کریں اور جو اپنے ہی ملک میں یا شہر میں کسی ایسے کو

Marfat.com

ازین طائفہ پابند ترک سفر کردہ بملازمت وے بشتابند وسعی جمیل در تحصیل ملکہ آگاہی بہ تقدیم رسانند۔ بعد از حصولِ صفت ملکہ سفر واقامت علی السویہ ہست۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرمودہ اند۔ کہ مبتدی را در سفر جز پریشانی ہیچ حاصل نیست۔ چو طالبے بہ صحبت عزیزے رسد وے را می باید کہ اقامت کردہ قیامِ خدمتِ وے نمودہ وصف تمکین حاصل کند۔ وملکہ بہ سبب خواجگان قدس اللہ تعالےٰ ارواحہم بدست می باید آورد۔ بعد ازان بہر جا کہ بود ہیچ مانع نیست۔ رباعی

یارب چہ خوش ست بے دہان خندیدن — بے واسطہ چشم جہان را دیدن
بنشین وسفر کن کہ نہایت خوش ست — بے منتِ پا گردِ جہاں گردیدن

حضرت عارفِ سبحانی عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ در اشعۃ اللمعات در شرح این بیت کہ ؎

آئینہ صورت از سفر دور ست — کان پذیرائی صورت از نور ست

چنان فرمودہ اند کہ بجانب صورت سفر نکند وجنبش نماید زیرا کہ پذیرائی صورت او جہتہ صفا ونورانیت وجہِ خود شدہ است۔ ہر چہ در مقابلہ وے می افتد در وے می نماید۔ وصورتِ آن در وے منطبع می گردد بے حرکتِ وے بہ سوئے صورت۔ ہم چنین چون آئینہ معنوی دل از حشویاتِ صور کونیہ خلاص یافت ونور وصفا وے را گرفت

Marfat.com

پاتے ہیں تو سفر ترک کرکے اُس کی ملازمت میں رہتے ہیں۔ اور خوب کوشش کرتے ہیں ملکۂ آگاہی کے حاصل کرنے میں۔ بعد حاصل ہونے صفت کے ملکہ سفر اور اقامت دونوں برابر ہیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا ہے کہ مبتدی کو سفر میں سوائے پریشانی کے اور کچھ حاصل نہیں۔ جب کوئی طالب کسی عزیز کی صحبت میں پہنچے اُسے چاہیئے کہ اقامت کرکے اُس کی خدمت میں رہے اور وصف تمکین حاصل کرے۔ اور ملکۂ نسبت خواجگان قدس اللہ ارواحہم کا تحصیل کرے۔ اس کے بعد جہاں ہو کچھ مانع نہیں۔ ترجمہ رباعی۔

بے ہونٹ ہلائے ہوئے ہنسنا کیا خوب — بے آنکھ کھلے نگاہ کھلنا کیا خوب
بیٹھ، اور سفر کر، کہ یہی بہتر ہے — بے پاؤں کے آفاق میں چلنا کیا خوب

حضرت عارف سبحانی عبد الرحمٰن جامی قدس سرہٗ نے اشعۃ اللمعات میں اس بیت کی شرح میں کہ سہ ترجمہ:

صورت آئینہ سفر سے دور ہے — کیونکہ یہ صورت قبول نور ہے

یوں فرمایا ہے کہ آئینہ صورت کی طرف سفر نہیں کرتا ہے۔ اس واسطے کہ صورت کا قبول کرنا بسبب صفا اور نورانیت اپنی وجہ ہوا ہے جو کچھ اُس کے مقابلہ میں آئے۔ اور صورت دکھائے اس کی صورت اس میں منطبع ہو جاتی ہے۔ اور وہ آئینہ کچھ حرکت صورت کی طرف نہیں کرتا۔ اسی طرح دل کا آئینۂ معنوی صورِ کونیہ کے حشویات سے خلاص ہوتا ہے۔ اور نور و صفا اُس کو حاصل ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

وظلمات وخواہشہائے طبعی زائل شد در قبول تجلیاتِ ذات وصفاتِ الٰہیہ حاجت سیر وسلوک نہ دارد زیرا کہ سیر وسلوک نزدے عبارت از تصفیہ و تصقلۂ وجہ قلب است چون آن صفا وصقالت رسید از سفر سیر وسلوک مستغنی شد۔

خلوت در انجمن ۔ از حضرت خواجہ بہاء الدین قدس اللہ سرہٗ پرسیدند کہ بنا رطریقۂ شما بر چیست، فرمودہ خلوت در انجمن۔ بظاہر با خلق و بباطن با حق سبحانہٗ تعالیٰ کہ مضمونِ حدیث اَلصُّوْفِیُّ ھُوَ الْکَائِنُ وَالْبَائِنُ۔ شعر

از درون شو آشنا و از برون بیگانہ وش
این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہاں

آنچہ حق سبحانہٗ تعالیٰ فرمودہ است کہ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ ۔ اشارت بہ این مقام است ۔ فرمودہ اند کہ نسبتِ باطنی درین طریقہ چنان افتادہ است کہ جمعیتِ دل در بلاد در صورت تفرقہ بیشتر ازان بود کہ در خلوت ۔ و فرمودہ اند کہ طریقۂ ما صحبت است کہ در خلوت شہرت و در شہرت آفت است ۔ و خیریت و جمعیت در صحبت بشرطیکہ نفی بود در یک دیگر ۔ خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ خلوت در انجمن آن است کہ اشتغال و استغراق در ذکر بمرتبۂ رسد کہ اگر بہ بازار در آید ہیچ سخن و آواز بازاریان نہ شنود از استیلاء ذکر

Marfat.com

اور طبعی خواہشوں کے ظلمات زائل ہو جاتے ہیں تو وہ تجلیات ذاتیہ وصفاتیہ الٰہیہ کا قبول کرنے والا ہو جاتا ہے کچھ حاجت سیر و سلوک کی نہیں رکھتا اس واسطے کہ اس کا سیر و سلوک تصفیہ و تصقیلہ قلب کی وجہ کر ہے۔ جب از وہ صاف و صیقل ہو گیا تو وہ سفر سیر و سلوک سے مستغنی اور بے پرواہ ہو گیا۔

خلوت در انجمن حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ سے پوچھا کہ آپ کے طریقہ کی بنا کس چیز پر ہے؟ فرمایا خلوت در انجمن پر۔ بظاہر با خلق اور بہ باطن با حق سبحانہ وتعالےٰ۔ کہ صوفیہ کا ایک قول ہے۔ اَلصُّوْفِیُّ هُوَ الْكَائِنُ وَالْبَائِنُ (صوفی ظاہر و باطن میں یکساں موجود ہوتا ہے۔ ترجمہ شعر:۔

باطن سے آشنا ہو بیگانہ ہو بظاہر رفتار خوب ایسی ہوتی ہے کم جہاں میں

وہ جو حق سبحانہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ (وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو سوداگری اور خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتے۔) وہ اسی مقام کا اشارہ ہے۔

فرمایا ہے کہ باطنی نسبت اس طریقہ کی ایسی ہی ہے کہ ظاہر میں جمعیت دل کی اور تفرقہ کی صورت میں اس سے زیادہ جو خلوت میں ہو۔ اور فرمایا ہے کہ ہمارا طریقہ صحبت ہی کہ خلوت میں شہرت ہوتی ہے اور شہرت میں آفت ہی۔ خیریت و جمعیت صحبت میں ہے بشرطیکہ باہمد گر نفی ہو۔ خواجہ اولیاء کبیر قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ خلوت در انجمن یہ ہے کہ اشتغال و استغراق ذکر میں اس مرتبہ کو پہنچے کہ اگر بازار میں آئے تو بازار والوں کی کوئی آواز نہ سنائی دے۔ ایسا غلبہ ذکر کا

علہ متن میں اس قول کو حدیث کہا گیا ہے۔

Marfat.com

بحقیقتِ دل ۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ سبب اشتغال بذکر از روے جد و اہتمام در مدت پنج شش روز باین مرتبہ می رسد کہ ہمہ آواز باد و حکایاتِ مردم ذکر نماید و سخن کہ گوید ذکر شود ۔ در جمع قاضی محمد قدس سرہٗ منقول ہست کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار فرمودہ اند کہ در ابتداے سلوک ذکر بر من چنان مستولی بود کہ اگر بادے می وزید یا برگِ درختے می جنبید و یا آوازِ گفتگوے مردمان بگوش می رسید ہمہ ذکر می پنداشتم ۔ ہر کرا در بدایت حال چنان نشود نہایت وے بغایت کمالات ذات برسد ۔

یادکرد ۔ و آن عبارت از ذکر لسانی با قلب ہست ۔ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ فرمودہ اند کہ طریق تعلیم ذکر آن ہست کہ اول شیخ بدل گوید لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ مرید دلِ خود را حاضر کند و بمقابلۂ دلِ شیخ بدارد و چشم فراز کند دہان استوار دارد و زبان را بکام چسپاند و دندان را بہم نہد و نفس را بگیرد و با قوت و تعظیم تمام ذکر شروع کند موافقتِ شیخ بدل گوید نہ بزبان ۔ در حبس نفس صبر کند ۔ در یک نفس سہ بار گوید چنانکہ اثر حلاوت ذکر بدل برسد و حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ در بعضے از کلماتِ قدسیہ نوشتہ اند کہ مقصود از ذکر آن ہست کہ

Marfat.com

دل کی حقیقت پر ہو۔ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر میں مشتغل ہونا کوشش و اہتمام سے پانچ چھ روز میں حاصل ہوجاتا ہے کہ سب آوازیں اور حکایتیں لوگوں کی ذکر معلوم ہوتی ہیں اور جو بات کرتا ہے ذکر سنائی دیتا ہے۔ قاضی محمد قدس سرہٗ کے جمع میں منقول ہے کہ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ابتدائے سلوک میں ذکر مجھ پر اس قدر غالب تھا کہ اگر ہوا بھی چلتی تھی یا کسی درخت کا پتہ کھڑکتا تھا یا کسی آدمی کی آواز میرے کان میں پہنچتی تھی سب مجھ کو ذکر معلوم ہوتا تھا جس کا ابتدا میں حال ایسا نہ ہو وہ نہایت میں کمالاتِ ذات کو نہیں پہنچتا ہے۔

یاد کرد۔ کہتے ہیں ذکر زبانی دل کے ساتھ۔ حضرت مولانا سعد الدین کاشغری قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ ذکر کی تعلیم کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے شیخ دل میں کہے "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" مرید اپنا دل حاضر کرے اور شیخ کے دل کے مقابلہ میں رکھے اور آنکھیں بند کر لے اور منھ مضبوط بند کرے اور زبان کو تالو سے لگائے دانت کو دانت پر رکھ لے سانس کو اُٹھائے اور خوب قوت و تعظیم سے ذکر کرے موافق شیخ کے۔ دل سے کہے زبان سے نہیں اور سانس کو روکے۔ ایک سانس میں تین دفعہ کہے ایسا کہ ذکر کی حلاوت کا اثر دل میں پہنچے۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ سرہ العزیز نے اپنے بعض کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ ہو ہو ہو ہو ہو

دل ہمیشہ آگاہ بحق سبحانہ، تعالیٰ باشد بوصف محبت و تعظیم۔ اگر در صحبت ارباب جمعیت این آگاہی حاصل شود خلاصۂ ذکر حاصل شد و اگر در صحبت این آگاہی حاصل نہ شود طریق آن است کہ ذکر گفتہ شود بہ طریقے کہ در فصل سابق گذشتہ۔

و بازگشت عبارت است از ملاحظۂ ذکر۔ یعنی ہر بارے کہ بزبان دل کلمۂ طیب را بگوید باید کہ در عقب آن بہمان زیادہ گوید۔ خداوندا مقصودِ من توئی و رضائے تو۔ زیرا کہ این کلمۂ بازگشت نفی کنندۂ ہر خاطرے را کہ بیاید از نیک و بد تا ذکر او خالص ماند و سر او از ماسوی فارغ گردد۔ اگر مبتدی در بدایتِ ذکر بکلمہ بازگشت از خود صدقے درنیابد باید کہ ترکِ آن نہ کند۔ زیرا کہ بتدریج آثارِ صدق بظہور می یابد۔

نگاہداشت۔ و آن عبارت از مراقبۂ خواطر است چنانکہ در یک دم چند بار کلمۂ طیب بگوید تا خاطر تغیر نہ رود۔ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہٗ در معنی این کلمہ فرمودہ اند۔ باید کہ یک ساعت و دو ساعت و زیادہ از دو ساعت آن مقدار کہ میسر شود خاطر خود را نگاہدارد کہ غیرے بخاطر وے نگذرد۔ از خدمت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ کہ از کبارِ اصحاب و مخصوصانِ حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ بودند منقول است

Marfat.com

دل ہمیشہ حق سبحانہٗ تعالےٰ سے آگاہ رہے۔ محبت اور تعظیم کے ساتھ اگر یہ آگاہی اہل جمعیت کی صحبت میں حاصل ہو جائے تو خلاصہ ذکر کا حاصل ہو گیا۔ اور جو صحبت میں یہ آگاہی حاصل نہ ہو تو یہ طریقہ ہے کہ ذکر کیا جائے۔ اس طرح، جس طرح پہلی فصل میں گذرا ہے۔

اور بازگشت کہتے ہیں ذکر کے ملاحظہ کو۔ یعنی ہر دفعہ جب زبان دل سے کلمہ طیب کہے تو اُس کے پیچھے اُسی زبان سے کہے کہ الٰہی میرا مقصود تو ہی ہے اور تیری رضا۔ اس واسطے کہ یہ کلمہ بازگشت نفی کرنے والا ہے ہر نیک و بد خطرے کا جو آئے تاکہ اس کا ذکر خالص ہو جائے اور اس کا سِر ماسوا سے فارغ ہو۔ اگر مبتدی شروع میں بازگشت کے کلمہ کا صدق اپنے میں نہ پائے تو چاہیے کہ ترک نہ کرے۔ اس واسطے کہ رفتہ رفتہ صدق کا ظہور ہو جائے گا۔

نگاہداشت کہتے ہیں خطرول کے مراقبہ سے ایک دم میں کئی مرتبہ کلمہ طیبہ کہے کہ غیر کا خطرہ نہ آئے۔ حضرت مولانا سعد الدین قدس سرہٗ نے اس نگاہداشت کے کلمہ کے یہ معنی فرمائے ہیں۔ چاہیے کہ ایک ساعت یا دو ساعت اور دو ساعت سے زیادہ جس قدر ہو سکے اپنی خاطر کو نگاہ رکھے کہ غیر کا خطرہ اُس میں نہ آئے۔ حضرت مولانا قاسم علیہ الرحمۃ جو بڑے اصحاب اور مخصوصان حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے ہیں' اُن سے منقول ہے کہ

Marfat.com

کہ فرمودہ اند کہ بلکہ در نگاہداشت بہ آن وجہ رسیدہ است کہ از وقتِ طلوع فجر تا چاشتِ بلند دل را از خطورِ اغیار نگاہ می تواں داشت بر وجہے کہ درین مقدار زمان قوتِ متخیلہ از عمل خود معزول گردد پوشیدہ نماند کہ عزل قوتِ متخیلہ بتمامہا از عمل اگرچہ نیم ساعت باشد نزد اہلِ تحقیق امرے بغایت عظیم است و آن از نوادر است۔ و بعضے کمال اولیا را احیاناً این معنی دست می دہد۔ چنانکہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ در فتوحات مکی آنجا کہ بیان سجودِ قلب کردہ اند در اسولہ و اجوبہ خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس اللہ تعالیٰ سرہٗ تحقیق این کردہ اند۔

یاد داشت کہ مقصود ازین ہمہ آنست عبارت از دوام آگاہی است بحق سبحانہٗ تعالیٰ بر سبیلِ ذوق۔ و بعضے بہ این عبارت گفتہ اند کہ حضور بے غیبت است۔ و نزد اہلِ تحقیق مشاہدہ کہ استیلا شہود حق است بر دل بتوسط حب ذاتی کنایت از حضور یاد داشت است۔ و حضرت خواجہ احرار در شرح این چہار کلمہ کہ مذکور شد این عبارت فرمودہ اند کہ یاد کرد عبارت از تکلف است در ذکر۔ و باز گشت عبارت از رغبت بحق سبحانہٗ و تعالیٰ بران وجہ کہ ہربار کہ کلمہ طیبہ را گوید از عقبِ آن بدل اندیشد کہ خداوندا مقصودِ من توئی۔ نگاہداشت عبارت از محافظتِ این رجوع است۔ و یاد داشت

Marfat.com

فرمایا ہے کہ ملکہ نگاہداشت میں اس وجہ سے پہنچا ہے کہ طلوع فجر سے صبح تک چاشت کا وقت بلند ہو دل کو اغیار کے خطور سے نگاہ رکھ سکتا ہے اسی وجہ پر کہ اس قدر وقت میں قوتِ متخیلہ اپنے عمل سے معزول ہو جائے۔ پوشیدہ نہ نہ رہے کہ قوتِ متخیلہ کا بالکل معزول ہو جانا، اگرچہ آدھی ساعت ہو، اہلِ تحقیق کے نزدیک ایک بڑا امرِ عظیم ہے۔ اور یہ نادر ہے اور بعضے بڑے اہلِ کمال کو یہ بات کبھی کبھی حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ حضرت شیخ محی الدین ابن العربی قدس اللہ سرہٗ نے فتوحاتِ مکی میں جس جگہ سجودِ قلبی کا بیان کیا ہے سوال و جواب میں خواجہ محمد علی حکیم ترمذی قدس اللہ سرہٗ کے اس امر کی تحقیق کی ہے۔

یادداشت۔ اس سے مقصود دوام آگاہی ہے حق سبحانہٗ تعالیٰ سے بہ سبیل ذوق کے۔ اور بعضوں نے کہا ہے حضور بے غیبت ہے اور اہلِ تحقیق کے نزدیک مشاہدہ ہے کہ استیلاء شہود حق ہے دل پر حب ذاتی کے واسطہ سے۔ یہ کنایہ حضور یادداشت سے ہے۔ اور حضرت خواجہ احرار نے ان چاروں کلموں کی شرح چند کوہے سے یوں فرمائی ہے کہ یاد کرد ذکر میں تکلف ہے اور بازگشت حق سبحانہٗ تعالیٰ سے رغبت اس وجہ سے کہ ہر دفعہ جو کلمۂ طیبہ کہے اُس کے پیچھے کہے کہ خداوندا میرا مقصود تو ہی ہے اور نگاہداشت محافظت اس رجوع کی ہے۔ اور یادداشت ٭٭٭٭

Marfat.com

عبارت از رسوخ است در نگاہداشت

وقوفِ زمانی - حضرت بہاء الدین قدس سرہٗ فرمودہ اند وقوف زمانی کہ کارگزارندہٗ راہ است آن است کہ بندہ واقفِ احوالِ خود باشد در ہر زمانے کہ صفت و حال او چیست موجبِ شکر است یا موجبِ عذر. ہمچنیں حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس سرہٗ فرمودہ اند در حالِ بسط شکر فرمودہ اند کہ رعایت این دو حال وقوفِ زمانی است - و ہم حضرت خواجہ بزرگ فرمودہ اند کہ بلے کارِ سالک را در وقوفِ زمانی بر ساعت نہادہ اند تا دریابندہٗ نفس شود کہ بحضور می گذرد یا بغفلت کہ اگر بر نفس بنا نہ کنند دریابندہٗ این دو صفت نہ شود - وقوفِ زمانی عبارت از محاسبہ است - حضرت خواجہ بزرگ فرمودہ اند کہ محاسبہ آن است کہ ہر ساعتے کہ آنچہ بر ما گذشتہ است محاسبہ می کنم کہ غفلت چیست و حضور چیست - می بینم کہ ہمہ نقصان است پس بازگشت می کنم و عمل از سر می گیرم -

وقوفِ عددی - و آن عبارت از رعایتِ عدد است در ذکر - حضرت خواجہ بزرگ بہاء الدین قدس اللہ تعالےٰ سرہٗ فرمودہ اند کہ رعایتِ عدد در ذکر قلبی برائے دفع خواطر متفرقہ است

Marfat.com

رسوخ سے مراد ہے نگاہداشت میں۔

وقوفِ زمانی۔ حضرت خواجہ بہاءالدین قدس سرہٗ نے فرمایا ہے کہ وقوفِ زمانی جو سالک کا کام بنانے والا ہے' یہ ہے کہ بندہ اپنے حال سے واقف ہو ہر وقت۔ کہ اس کا کیا حال اور کیا صفت ہے۔ شکر کے لائق ہے یا عذر کے لائق۔ اور حضرت مولانا یعقوب چرخی قدس اللہ سرہٗ العزیز نے بھی فرمایا ہے اور بسط کے حال میں شکر کیا ہے کہ رعایت ان دونوں احوال کی وقوفِ زمانی ہے۔ اور یہ بھی حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ سالک کی بناء کار وقوفِ زمانی میں اس ساعت پر مقرر ہے کہ معلوم کرے نفس کو کہ حضور میں گذرتا ہے یا غفلت میں۔ اگر سانس پر بناء نہ کریں تو ان دونوں صفتوں کو معلوم کرنے والا نہیں ہوتا۔ اور وقوفِ زمانی محاسبہ سے مراد ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ محاسبہ یہ ہے کہ جو ساعت ہم پر گذری ہے ہم محاسبہ کرتے ہیں کہ غفلت کیا ہے اور حضور کیا ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سب نقصان ہے پس ہم بازگشت کرتے ہیں۔ اور نئے سرے سے عمل کرتے ہیں۔

وقوفِ عددی رعایت عدد کی ہے ذکر میں۔ حضرت خواجہ بزرگ بہاءالدین قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا ہے کہ عدد کی رعایت ذکر قلبی میں متفرق خطرات کے دفع کرنے کے لیئے ہے ۝ ۝ ۝

Marfat.com

و آنچه در کلام خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم واقع است کہ فلانے مر فلانے را بہ وقوف عددی امر فرمود مقصود ذکر قلبی ہے بارعایت عدد، نہ مجرد رعایت عدد در ذکر قلبی۔ و ذاکر را باید کہ در یک نفس سہ کرت یا پنج کرت یا ہفت کرت یا بیست و یک کرت ذکر گوید و عدد طاق را لازم شمرد حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ روحہ فرمودہ اند بسیار گفتن شرط نیست باید کہ ہر قدر کہ گوید از سر وقوف و حضور باشد تا فائدہ این مرتب گردد۔ و چون در ذکر قلبی عدد از بست و یک بگذرد و اثر ظاہر نہ شود دلیل باشد بہ بے حاصلی آن عمل۔ و اثر ذکر آن بود کہ در زمان نفی وجود بشریت منفی شود و در زمان اثبات اثرے از آثار تصرف جذبات الوہیت مطالعہ افتد۔ و آنکہ حضرت بزرگ فرمودہ اند کہ وقوف عددی اول مرتبۂ علم لدنی است۔ می تواند بود کہ نسبت با اہل بدایت اول مرتبہ لدنی مطالعہ این آثار تصرفات جذبات الوہیت بود کہ حضرت خواجہ علاء الدین فرمودہ اند چہ آن کیفیتے و حالتے است کہ موصول است بمرتبۂ قرب و علم لدنی دران مرتبہ مکشوف می شود۔ و نسبت با اہل نہایت وقوف عددی کہ اول مرتبہ علم لدنی است آن باشد کہ ذاکر واقف شود بر سریان واحد حقیقی در مراتب اعداد کونی ہمچنانکہ واقف است بر سریان واحد عددی

Marfat.com

اور وہ جو خواجگان قدس اللہ ارواحہم کے کلام میں واقع ہے کہ فلاں نے فلاں کو وقوف عدد فرمایا اس سے مقصود ذکر قلبی ہے عدد کی رعایت کے ساتھ۔ نہ فقط عدد کی رعایت ذکر قلبی میں۔ اور ذاکر کو چاہیئے ایک سانس میں تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ یا اکیس مرتبہ ذکر کرے اور طاق عدد کو لازم کرے حضرت خواجہ علاء الدین عطار قدس اللہ روحہٗ نے فرمایا ہے کہ بہت کہنے کی شرط نہیں۔ چاہیئے کہ جس قدر کہے وقوف اور حضور کے ساتھ کہے کہ فائدہ ہو۔ اور جب ذکر قلبی میں عدد اکیس ۲۱ سے بڑھ جائے اور اثر ظاہر نہ ہو تو یہ بے حاصلی کی دلیل ہے اس ذکر کی۔ اور ذکر کا اثر اسے کہتے ہیں کہ نفی کے وقت بشریت کے وجود کی نفی ہو جائے اور اثبات کے وقت جذبات الوہیت کے تصرف کے آثار کا اثر دھیان میں آئے اور وہ جو حضرت خواجہ بزرگ نے فرمایا ہے کہ وقوف عددی اول مرتبہ علم لدنی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اہل بدایت کی نسبت علم لدنی کا پہلا مرتبہ تصرفات جذباتِ الوہیت کے آثار کا مطالعہ ہو جو کہ حضرت خواجہ علاء الدین قدس سرہٗ نے فرمایا ہے اس لیئے کہ وہ ایک کیفیت اور حال ہے جو قریب کے مرتبہ سے وصل ہے اور علم لدنی اس مرتبہ میں مکشوف ہوتا ہے۔ اور اہلِ نہایت کی نسبت وقوف عددی جو اول مرتبہ علم لدنی کا ہے یہ ہو کہ ذاکر واقف ہو واحد حقیقی کے سریان کا اعداد کونی کے مراتب میں جیسے واقف ہے واحد عددی کے

Marfat.com

در مراتب اعداد حسابی۔ شعر

اعداد کون و صورت کثرت نما لشی است
فالکل واحد یتجلی بکل شان

یکے از اکابر محققان این مضمون را چنین گفته است ؎

کثرت چو نیک درنگری عین وحدت است
مارا شکے نماند درین گر ترا شکے است
در ہم عدد که بنگری از روے اعتبار
گر صورتش دو ہیئی در مادہ اش یکے است

و در شرح عبارات فرمودہ ؎

در مذہب اہل کشف و ارباب خرد
ساری است احد در ہمہ افراد احد
زیرا کہ عدد گرچہ برون است ز حد
ہم صورت و ہم مادہ اش ہست احد

و تحقیقت این وقوف است کہ اول مرتبہ علم لدنی است۔ واللہ اعلم بالصواب۔

و پوشیدہ نماند کہ علم لدنی علمے است کہ اہل قرب را بتعلیم الٰہی و تفہیم ربانی معلوم و مفہوم می شود نہ بدلائل عقلی و شواہد نقلی۔ چنانچہ کلام قدیم در حق حضرت خضر علیہ السلام فرمودہ وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا۔ و فرق میان علم یقینی و علم لدنی آن است کہ علم یقینی عبارت از ادراک ذات و صفات الٰہی است۔ و علم لدنی کنایت از ادراک معنی و فہم کلمات از حق سبحانہ و تعالیٰ بطریق الہام۔

و وقوف قلبی۔ و آن بر دو معنی محمول است۔ یکے آنکہ دل ذاکر

Marfat.com

سریان کا، اعداد حسابی کے مراتب میں۔ ؎

اعداد خلق و صورت کثرت کی ہے نمائش   بس ایک ہی ہے جو کُل میں جلوہ دکھا رہا ہے

اور بڑے محققوں میں سے ایک بزرگ نے اس مضمون کو یوں فرمایا ہے ؎

جب غور سے یہ دیکھا کثرت ہے عین وحدت   شک ہو تمہیں تو نادان ہم کو تو شک نہیں ہے

گر اعتبار کر کے ہر اک عدد کو دیکھو   صورت اگر نہ دیکھو اثنین کچھ نہیں ہے

اور شرح عبارات میں فرمایا ہے ؎

کہتا ہے یہی اہلِ خرد کا مذہب   ساری ہے ہر اک شے میں احد کا جلوہ

اعداد ہوں گو لاکھ فزوں تر حد سے   ہے مادّہ صورت میں صمد کا جلوہ

اور حقیقت میں یہ وقوف ہے جو علم لدنی کا اول مرتبہ ہے ـــــ واللہ اعلم بالصواب :

پوشیدہ نہ رہے کہ علم لدنی وہ علم ہے کہ اہلِ قرب کو تعلیم الٰہی اور تفہیم ربّانی سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے وہ عقلی دلیلوں اور نقلی شواہد سے نہیں معلوم جیسا قرآن عظیم میں خضر علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے (اور سکھایا ہم نے اُس کو اپنے پاس سے علم) اور علم یقینی اور علم لدنی میں یہ فرق ہے کہ علم یقینی ذات و صفاتِ الٰہی کے ادراک کو کہتے ہیں۔ اور علم لدنی اُسے کہتے ہیں جو بطریقِ الہام حق سبحانہٗ تعالےٰ کے کلمات کے معنی ادراک کرے۔

وقوفِ قلبی دو معنی پہ بولا جاتا ہے۔ ایک یہ کہ ذاکر کا دل

Marfat.com

واقف و آگاه باشد به حق سبحانهٗ تعالےٰ و آن از مقولۂ یاد داشت ست
حضرت خواجہ عبید اللہ احرارؒ در بعض کلمات قدسیہ خود نوشتہ اند کہ وقوف قلبی عبارت
از آگاہی و حاضر بودن دل ست بجناب حق سبحانہٗ تعالےٰ بر آن وجہ کہ دل را ہیچ پایستی
جز از حق سبحانہٗ نباشد۔ معنی دوم آنست کہ ذاکر از دل واقف بود۔ یعنی در اثنائے ذکر
متوجہ قطعۂ لحم صنوبری الشکل شود و او را بمجاز دل می گویند۔ و در جانب الیسر محاذی
پستان چپ واقع ست۔ و او را مشغول و گویا بذکر گرداند و نگذارد کہ از ذکر و مفہوم
ذکر غافل و ذائل گردد۔ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ در ذکر حبس نفس و رعایت
عدد را لازم نمی شمردند۔ اما وقوف قلبی را بہر دو معنی کہ گفتہ اند ہم می داشتند و لازم می
شمردند۔ زیرا کہ خلاصہ آنچہ مقصود ست از ذکر در وقوف قلب ست۔ شعر۔

مانند مرغے باش ہاں بربیضۂ دل پاسبان کز بیضۂ دل زایدت مستی و ذوق و قہقہہ

فصل ۴ ۔ در بیان توجہ و غیر آن۔ طریقۂ توجہ این طائفۂ علیہ در
پرورش نسبت باطنی ایشان چنان ست۔ ہر گاہ کہ خواہند بدل اشتغال نمایند
اولاً صورت آن شخص کہ این نسبت از و یافتہ باشند در خیال در آرند تا آن
زمان کہ اثر حرارت و کیفیت معہودہ ایشان پیدا شود۔ بعد از آن آن خیال را
نفی نہ کنند بلکہ آن را نگاہدارند و چشم و گوش و ہمہ قویٰ بہ آن خیال متوجہ
بہ قلب شوند کہ عبارت ست از حقیقت جامع انسانی کہ مجموعۂ کائنات از علوی
و سفلی مفصل آن ست۔ اگر چہ آن از حلول در اجسام منزہ ست۔ اما چون نسبتے

Marfat.com

واقف اور آگاہ ہو حق سبحانہ تعالےٰ سے اور یہ مقولہ یادداشت سے ہے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ نے لبعضے اپنے کلمات قدسیہ میں لکھا ہے کہ وقوفِ قلبی کہتے ہیں دل کی آگاہی اور حاضر ہونے کو حق سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں ایسی وجہ پر کہ دل کو کوئی ضرورت سوائے حق سبحانہ تعالےٰ کے نہ ہو۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ ذاکر دل سے واقف ہو یعنی ذکر کے درمیان قطعہ لحم صنوبری شکل کی طرف متوجہ ہو جسے مجازاً دل کہتے ہیں اور وہ بائیں طرف پستان کے نیچے واقع ہے۔ اور اُسے ذکر سے مشغول اور گویا کرے۔ اُسے چھوڑ نہ دے کہ وہ ذکر اور اس مفہوم سے غافل ہو جائے۔ حضرت خواجہ بہاء الدین قدس سرہٗ ذکر میں حبس نفس اور عدد کی رعایت لازم نہیں جانتے۔ مگر وقوفِ قلبی کو دونوں معنی سے جو ذکر ہوئے لازم و ضرور جانتے تھے اس واسطے کہ ذکر کا خلاصہ جو مقصود ہے وہ وقوف قلبی ہے۔

بیضۂ دل کا ہو چڑیوں کی طرح سے پاسباں   تاکہ اس سے قہقہہ اور ذوق و مستی ہو عیاں

فصل ۴۔ توجہ وغیرہ کے بیان میں۔ اس طائفہ کی توجہ کا طریقہ اور باطنی نسبت کی پرورش کا دستور یوں ہے کہ جب چاہیں دل سے مشغول ہوں تو پہلے اُس شخص کی صورت جس سے یہ نسبت حاصل کی ہے خیال میں لائیں اُس وقت تک کہ حرارت کا اثر اور کیفیتِ معہودہ ظاہر ہو۔ اس کے بعد اس خیال کی نفی نہیں کرتے بلکہ اُسے نگاہ رکھتے ہیں۔ اور آنکھ اور کان اور تمام قویٰ سے اُس خیال کے ساتھ قلب کی طرف متوجہ ہوں جو حقیقتِ جامع انسانی ہے جس کی تفصیل کائنات علوی اور سفلی ہے اگرچہ وہ حقیقت جامع انسان میں حلول کرنے سے منزہ ہے لیکن جبکہ نسبت

Marfat.com

میان او و میانِ این قطعۂ صنوبری است۔ پس توجہ باین لحم صنوبری باید بود و چشم و فکر و خیال و ہمہ قویٰ را بران باید گماشت۔ وما شک نداریم کہ درین حالت کیفیت غیبت و بے خودی بہ رُخ نمودن آغاز کند۔ آن کیفیت را راہے غرض باید کرد و ہر خطرہ کہ در آید بتوجہ بحقیقت قلبیہ خود نفی آن باید کرد۔ اگر نفی نہ شود التجا بصورت آن شخص باید کرد تا باز آن نسبت پیدا شود۔ آن زمان خود صورت نفی خواہد شد و اما باید کہ شخص متوجہ آن صورت را نفی نہ کند تا اگر چنانچہ باآن صورتِ وساوس نفی نہ شود چند نوبت بہ اسم یا فعّالُ المجیب معنی در دل مشغول شود۔ اگر بہ این نیز دفع نہ شود در دل چند نوبت بہ تامل کلمۂ لا الٰہ الا اللہ بدین طریق کہ لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہ تصور کند و آن وسوسہ مشوش از ہر نوع کہ باشد۔ چون موجودی است از موجودات ذہنی بحقیقت آن را بحق سبحانہٗ و تعالیٰ قائم ببیند۔ بلکہ عین حق داند۔ زیرا کہ باطل نیز بعض از ظہورات حق است کما قال الشیخ ابو زید قدس سرہٗ۔ اشعار

لَا تُنْکِرُ الْبَاطِلَ فِیْ طَوْرِہٖ ۔ فَاِنَّہٗ بَعْضُ ظُہُوْرَاتِہٖ

وَاَعْطِ مِنْکَ بِمِقْدَارِہٖ ۔ حَتّٰی تُوَفِّیْ حَقَّ اِثْبَاتِہٖ

وَقَالَ الشَّیْخُ مُؤَیَّدُ الدِّیْنِ الجندی فِیْ تَتِمَّتِہَا۔

فَالْحَقُّ قَدْ یَظْہَرُ فِیْ صُوْرَتِہٖ ۔ یُنْکِرُہُ الْجَاہِلُ فِیْ ذَاتِہٖ

و شک نیست کہ بہ این تعمل ذوقے شود و نسبت عزیزان قوت گیرد و آن زمان آن فکر را نیز نفی کند و بحقیقت بے خودی متوجہ شود و از پے آن

Marfat.com

اُس کے اور قطعۂ صنوبری کے درمیان میں ہے تو اس شکل لحم صنوبری کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ اور آنکھ، فکر، خیال اور سب قوی کو اسکی طرف متوجہ کرے یہاں تک کہ تھوڑی دیر میں اس حالت میں غیبت و بیخودی کی کیفیت دکھائی دینی شروع ہو۔ اس کیفیت کو ایک امر فرض کرنا چاہیے اور جو خطرہ آئے اُس کو اپنے قلب کی حقیقت کی توجہ سے نفی کرنی چاہیے۔ اگر نفی نہ ہو سکے تو اس شخص کی صورت سے التجا کرے کہ پھر وہ نسبت پیدا ہو جائے اس وقت خود وہ صورت نفی ہو جائے گی لیکن چاہیے کہ وہ شخص متوجہ اُس صورت کی نفی نہ کرے۔ اور جو اس صورت سے وسواس جائیں تو کئی بار اسم یا فوائد کے معنی کے ساتھ دل میں مشغول ہو اور جو اس سے بھی وسواس دفع نہ ہو تو دل میں کئی بار تامل کے ساتھ کلمہ "لا الٰہ الا اللہ" اس طریق سے تصور کرے کہ "لا موجود الا اللہ" اور وہ وسوسہ جو پریشان کرنے والا ہے جس قسم کا ہو جب ایک موجود ہے اور موجودات ذہنی سے حقیقت میں اُسے حق سبحانہ تعالیٰ کے ساتھ قائم دیکھے بلکہ عین حق جانے۔ اس واسطے کہ باطل بھی بعضے ظہورات حق سے ہے جیسا فرمایا ہے حضرت ابو یزید قدس سرہ نے ؎

دیکھ مت انکار کر باطل کے بھی اطوار کا
کیونکہ وہ بھی تو ظہور حق ہے بعض آثار کا

کر تو ثابت صورت باطل کو بھی اثبات سے
تا کہ پورا کر سکے حق اُس کی ہر مقدار کا

اور کہا ہے شیخ مؤید الدین جندی نے اس کے تتمہ میں

حق جو ظاہر ہو کسی صورت میں حق ہے وہ ضرور
ذات میں کرتا ہے جاہل قصد کیوں انکار کا

اور شک نہیں کہ یہ عمل کرنے سے ایک ذوق حاصل ہو اور نسبت عزیزاں کی قوت حاصل کرے اُس وقت اس فکر کی بھی نفی کرے اور بے خودی کی حقیقت کی طرف متوجہ ہو اور اُس کا

Marfat.com

برود۔ واگر باآنکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ در دل بگوید واللہ را مدبہ دہ سُدیدل فرو برد وآن مقدار مشغول شود کہ بسیار ملول نہ گردد۔ چون بیند کہ ملول خواہد شد ترک کند وبداند کہ مادام غیبت وبے خودی ونسبت عزیزان در ترقی باشد فکر در حقائق اشیار توجہ بہ جزئیات عین کفر ست۔ ع

باخودی کفر وبے خودی دین است

بلکہ فکر در اسمار و صفات حق سبحانہٗ تعالےٰ ہم نہ باید کرد۔ زیرا کہ مطلب این طائفہ علیہ توجہ بہ نسبتی است کہ سرحد موادی حیرت است ومقام تجلی انوار ذات است۔ وذکر اسمار وصفات تنگ نسبت کہ ازین مرتبہ فروتر است۔ شعر

تو مباش اصلا کمال این است بس　　رَو در وگم شو وصال این ست بس

وباید کہ در بازار وگفتگوے واکل وشرب وہمہ حالات آن حقیقت جامع را نصب العین خود سازد۔ واورا حاضر داند وتصور خود بہ از حضرت جامعہ خود غافل نہ شود۔ بلکہ ہمہ اشیار را بوے قائم داند وسعی کند کہ آن را درہمہ موجودات مستحسنہ وغیر مستحسنہ مشاہدہ نماید تا بجائے رسد کہ خود را ہمہ بیند وہمہ اشیار را آئینہ جمال باکمال خود داند ودر حالت سخن گفتن نیز باید کہ ازین مشاہدہ غافل نہ شود۔ بلکہ گوشہ چشم دل او بدان سو باشد۔ اگرچہ بظاہر بچیزہائے دیگر مشغول باشد۔ چنانچہ فرمودہ اند۔ شعر

از درون شو آشنا وز برون بیگانہ باش　　این چنین زیبا روش کم می بود اندر جہان

Marfat.com

پیچھا پکڑے ۔ اور اگر لا الٰہ الا اللہ دل میں کہے اور اللہ کو مد دیکر دل میں اندر لیجائے تو اس قدر مشغول ہو کہ بہت ملول نہ ہو جائے اور جب دیکھے کہ ملول ہوگا ترک کرے۔ اور یہ جان لے کہ جبتک غیبت اور بیخودی اور عزیزوں کی نسبت ترقی میں ہو، حقائق اشیاء میں جزئیات کی طرف توجہ کرنا عین کفر ہے ۔ ع

با خودی ہے کفر یکسر بے خودی ہی دین ہے

بلکہ ذکر حق سبحانہٗ تعالےٰ کے اسماء و صفات میں بھی نہ کرنا چاہیئے اس واسطے کہ اس طائفہ علیہ کا مطلب اس نسبت کی طرف توجہ ہے جو وادی حیرت کی سرحد ہے اور انوار ذات کی تجلی کا مقام ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اسماء صفات کا ذکر اس مرتبہ سے نیچے ہے ۔ شعر

درمیاں میں تو نہ ہو تو ہے کمال　　　گم ہو اس کی ذات میں یہ ہے وصال

اور چاہیئے کہ بازار میں اور کھانے پینے میں اور ہر حال میں وہ حقیقت جامعہ اپنی آنکھوں کے سامنے رکھے اور اُسے حاضر جانے اور جزوی صورتیں دیکھ کر اپنے حضرت جامعہ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ تمام اشیاء کو اُس کے ساتھ قائم جانے اور کوشش کرے کہ اس کو تمام اچھی اور بُری موجودات میں مشاہدہ کرے ۔ یہاں تک کہ ایسے مرتبہ کو پہنچ جائے کہ اپنے آپ کو بھی وہی جانے اور تمام اشیاء کو اپنے جمال با کمال کا آئینہ جانے ۔ بات کرنے میں بھی اس مشاہدہ سے غافل نہ ہو۔ بلکہ دل کی آنکھ کا گوشہ اسی طرف لگا رہے ۔ اگرچہ ظاہر میں اور چیزوں سے مشغول ہو۔ چنانچہ فرمایا ہے ۔ شعر

باطن سے آشنا ہو بیگانہ ہو بظاہر　　　رفتار خوب ایسی ہوتی ہے کم جہاں میں

Marfat.com

و هر چند که صحبت بیشتر باشد این نسبت قوی تر گردد۔ چون بمرتبہ رسد که تفرقہ میانِ دل و زبان نتواند کردن۔ و خلق او را از حق حجاب نہ شود۔ و حق حجاب از خلق نہ گردد۔ آن زمان تواند که بصفتِ جذبہ در دیگران تصرف کند و از جانبِ ارشاد دعوتِ خلق بحق آن کسے را باشد که باین مرتبہ برسد و باید که خود را از غضب راندن نگاہدارد که راندنِ غضب ظرفِ باطن را از نورِ معنی تہی و خالی می سازد۔ و اگر ناگاہ غضبے واقع شود یا قصورے دست دہد که در تے قوی ظاہر گردد۔ سر رشتہ نسبت کم گردد یا ضعیف شود۔ غسلے کند۔ اگر قوتِ مزاج وفا کند بہ آب سرد صفا می دہد و الا بہ آب گرم و جامۂ پاک بپوشد و در خالی جای دو رکعت نماز بگذارد و چند نوبت بقوۃ نفس برکشد و خود را خالی سازد و بعد از ان ہمان طریق که گذشت متوجہ شود و در ظاہر نیز پیشِ حضرتِ جامع خود تضرع و بیکلی توجہ باو نماید و بداند که این حقیقتِ جامعہ مظہر مجموع ذات و صفات حق است، نہ آنکہ حق سبحانہٗ در وے حلول کردہ بلکہ بمنزلۂ صورت ہیت در مرآت۔ پس این تضرع بحقیقت نزد حق سبحانہٗ و تعالیٰ باشد و بعضے ازین طائفہ علیہ قدس اللہ اسرارہم بجاے توجہ شیخ و نگاہداشت صورت او نگاہ داشت ہیئت رقمے کلمۂ طیبہ یا اسم مبارک اللہ می فرمایند خواہ آن را در خارج از خویش بنظرِ حسن ملاحظہ فرمایند خواہ در حوالی دل و سینہ بہ تخیل

اور جس قدر صحبت زیادہ ہو گی اُسی قدر یہ نسبت زیادہ ہوتی جائے گی۔ اور جب اس مرتبہ کو پہنچے کہ دل اور زبان میں تفرقہ نہ کرسکے اور خلقت اس کو اللہ کا حجاب ہو اور حق اُس کو خلقت کا حجاب ہو اُس وقت ہوسکتا ہے کہ یہ صفت جذبہ اور لوگوں میں تصرف کرے۔ اور اجازت ارشاد کی خلقت کو اللہ کی طرف بلانے کی اس شخص کو ہوتی ہے جو اس مرتبہ کو پہنچ جائے اور چاہیے کہ اپنے تئیں غصہ کرنے سے بچائے۔ غصہ کرنے سے باطن کا ظرف نور معنی سے خالی ہو جاتا ہے۔ اور اگر ناگاہ غصہ آجائے یا کوئی قصور ہو جائے یا کوئی بڑی کدورت ظاہر ہو اور سررشتہ نسبت کم ہو جائے یا ضعیف ہو جائے تو غسل کرے۔ اگر سرد پانی کے برداشت کی طاقت ہو تو سرد پانی سے صفا حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ گرم پانی سے نہائے اور پاک کپڑے پہنے اور خالی جگہ میں دو رکعت نماز پڑھے اور کئی بار بہت زور سے سانس کھینچے اور اپنے تئیں خالی کرے اور پھر اُسی طریق گذشتہ سے متوجہ ہو۔ اور ظاہر میں بھی اپنے حضرتِ جامع سے عاجزی کرے اور گڑگڑائے اور بالکل اُس کی طرف متوجہ ہو اور جان لے کہ یہ حقیقتِ جامع مظہر ہے مجموع ذات و صفات حق کا۔ نہ یہ کہ حق سبحانہ نے اس میں حلول کیا ہے بلکہ بمنزلہ صورت کے ہے بیچ آئینہ میں۔ پس یہ تضرع درحقیقت حق سبحانہ تعالےٰ سے ہے اور بعضے اس طائفہ علیہ کے بزرگ قدس اللہ اسرارہم بجائے توجہ شیخ یا اُس کی صورت کی نگاہداشت کے کلمہ طیبہ کی تحریری ہیئت یا اسم مبارک اللہ پر پوری توجہ سے نظر کرتے ہیں خواہ اس کو اپنے سے خارج میں نظر حس سے ملاحظہ کرتے ہیں خواہ دل کے گرد اور سینہ میں خیال سے

Marfat.com

امر کنند۔ و فقیر دہ سالہ بود کہ حضرت خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ چون
در دہلی تشریف آوردہ بودند فقیر را بہ کتابت اسم مبارک اللہ امر فرمودند بعد از
مدتے بہ تخیل اسم مبارک در حوالی دل مامور شدم بسیار غیبت و بے خودی روی
میداد کہ اصلاً گنجایش خطرہ دیگر نمی شد و حیلے لذت و اطمینان تقلب یافتہ می شد
و مَنْ لَمْ يَذُقْ لَمْ يَدْرِ مثلے مقررست۔ پوشیدہ نماند کہ لفظ نسبت و
لفظ بار دو کلمہ است کہ در عبارت و اشارات خواجگان قدس اللہ تعالے
ارواحہم بسیار واقع شدہ است گاہے نسبت گویند مراد ازاں طریقہ و کیفیت
مخصوصہ معہودہ این طائفہ علیہ دارند و گاہے صفت غالب و ملکہ نفس کشی
ارادہ کنند۔ و گاہے بار گویند و مراد گرانی بے نسبتی دارند۔ چنانکہ فلان
بارے آوردہ یا فلان مارا در بار ساختہ۔ وقتے کہ با کسے ملاقات کنند
کہ ابطریقہ ایشان مناسبتے نہ داشتہ باشد و از نسبت او متاثر شوند
اگرچہ آنکس از اہل سلوک یا اہل علم و تقوی باشد زیرا کہ نسبت این
عزیزان فوق نسبتہا است و ہرچہ غیر آن است بار بر خاطر ایشان است و
گاہے لفظ بار گویند و ازان مرضے و غرضے ارادہ کنند چنانکہ گویند فلان بار
فلان برداشت یا فلان بار بر فلان انداخت۔ مراد ایشان دفع مرض یا حوالہ
مرض باشد۔ و مخفی نماند کہ رفع مرض و حوالہ مرض اکثر در طریقہ خواجگان است
قدس اللہ اسرارہم۔ و حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ فرمودہ اندکہ

Marfat.com

امر فرمائیں۔ اور یہ فقیر دس برس کا تھا کہ حضرت خواجہ ہاشم افاض اللہ علینا برکاتہ، جب دہلی میں تشریف لائے تو فقیر کو فرمایا اللہ اللہ لکھا کرو۔ ایک مدت کے بعد فرمایا کہ دل کے گرداگرد خیال سے لکھا کرو بہت غلبت اور بیخودی ظاہر ہوئی کہ ہرگز کسی خطرہ کو گنجایش نہ تھی اور نہایت ہی اطمینانِ قلب حاصل ہوتا تھا۔ (جس نے نہیں چکھا وہ کیا جانے) ایک مثل مشہور اور معتبر ہے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ نسبت کا لفظ اور بار لفظ دو کلمے ہیں کہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم کی عبارت و اشارات میں بہت واقع ہوئے ہیں۔ کبھی نسبت کہتے ہیں اور اس سے مراد طریقہ اور کیفیت مخصوصہ اور معہودہ اس طائفہ علیہ کی ہوتی ہے۔ اور کبھی اس سے مراد صفت غالبہ و ملکہ نفس کبھی ہوتی ہے۔ اور کبھی بار کہتے ہیں اور بے نسبتی کی گرانی مراد ہوتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ فلاں بار سے آورد۔ یا فلاں ما را در بار ساخت جس وقت کسی ایسے سے ملاقات کرتے ہیں جو اُن کے طریقہ سے مناسبت نہ رکھتا ہو۔ اور اُس کی نسبت سے اُن پر اثر ہو۔ اگرچہ وہ شخص اہلِ سلوک یا اہلِ علم و تقویٰ ہو۔ اس واسطے ان عزیزوں کی نسبت سب نسبتوں سے فوقیت رکھتی ہے۔ اور جو ان کی نسبت کے سوا نسبت ہو وہ اُن کی بار نما طرا ہے۔ اور کبھی لفظِ بار کہتے ہیں اور اُس سے کوئی مرض یا کوئی غرض ارادہ کرتے ہیں جیسے کہیں فلاں بار فلاں برداشت یا فلاں بار فلاں انداخت۔ تو اس سے ان کی مراد رفع مرض یا حوالہ مرض ہوتی ہے۔ اور پوشیدہ نہ رہے کہ رفع مرض یا حوالہ مرض اکثر خواجگان کے طریق میں ہے۔ قدس اللہ اسرارہم۔ اور حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ

Marfat.com

انچہ از اکابر خانوادہ خواجگان قدس اللہ اسرارہم منقول است کہ درباب مردم
می آیند بیکے از دو صورت می تواند بود۔ یکے آنکہ وقتے آشنائے و عزیزے را
مرضے وملالتے یا ابتلا بمعصیتے عارض می شود الیشان طہارت می سازند نماز
می گذارند وتضرع وزاری می کنند واز حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ در می خواہند کہ
او را ازان عارضہ پاک وطہر گردانند۔ وصورتے دیگر آن است کہ صاحب قصد
آن مرض ویا معصیت خود را می دانند وبجائے او خود را اثبات می کنند وبعد
از طہارت ونماز تمام تضرع وزاری می کنند وبصدق واخلاص توبہ وانابت
می نمایند وخاطر مشغول می دارند وہمت بروی گذارند کہ او را ازان ابتلا تمام
خلاصے ونجاتے میسر می شود۔ وفرمودہ اند در وقتے کہ یارے وعزیزے
بیمار است او را بہمت مددگاری کردن بسیار خوب است۔ مدد بردو نوع
است یکے ہمت بتمامی مصروف باشد کہ مرض مرتفع شود۔ دیگر آنکہ در وقت
مرض تفرقہ خاطر بسیاری باشد وبہ آسانی خاطر جمع می شود۔ وبہمت مددی کہ بایند
کہ تفرقہ مرتفع می شود۔ یا انچہ مقصود اصلی است نصب العین گردد۔ طریقۂ توجہ
خواجگان قدس اللہ اسرارہم آن توجہ را تصرف می نامند برین وجہ است کہ
بدل متوجہ دل طالب شوند واز رہگذر آن ارتباط اتصالی واتحادی
میان دل الیشان وباطن آن طالب واقع می شود وبطریق انعکاس از
دل الیشان پرتو بر باطن وے می تابد واین صفتے است کہ ناشے از استعداد

جو اکابر خانوادہ خواجگان قدس اللہ ارواحہم سے منقول ہے کہ بیماری میں لوگوں کے آتے ہیں ایک ان دو صورتوں میں سے ہو سکتا ہے۔ ایک یہ کہ جب کسی آشنا یا عزیز کو کوئی مرض یا ملامت یا کسی گناہ میں مبتلا ہونا عارض ہو جاتا ہے بیمار رہتے ہیں۔ نماز پڑھتے ہیں اور تضرع و زاری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اس کو اس عارضہ سے پاک کرے۔ اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ جہاں سے مرض آیا ہے اور اپنی معصیت کو جانتے ہیں اور اس کی جگہ خود کو اثبات کرتے ہیں اور بعد طہارت و نماز کے تضرع اور زاری کرتے ہیں اور اللہ سے رجوع ہوتے ہیں اور دل کو مشغول رکھتے ہیں وہمت کرتے ہیں کہ اس کو اس مرض یا معصیت سے خلاصی اور نجات ہو اور فرمایا ہے کہ جب کوئی یار و عزیز بیمار ہو تو ہمت کے ساتھ اس کی مدد کرنی بہت خوب ہے۔ مدد دو طرح پر ہوتی ہے۔ ایک یہ کہ پوری ہمت سے مصروف ہو کہ مرض دور ہو جائے۔ دوسری طرح یہ ہے کہ بیماری کے وقت تفرقہ خاطر بہت ہو جاتا ہے اور آسانی سے خاطر جمع نہیں ہوتی ہے ہمت سے مدد کرتے ہیں کہ وہ تفرقہ خاطر جاتا رہے یا جو مقصود اصلی ہے وہ نصب العین ہو جائے۔ طریقہ توجہ خواجگان قدس اللہ تعالیٰ ارواحہم اس توجہ کو تصرف کہتے ہیں کہ دل سے طالب کے دل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ اور بسبب اس ارتباط کے اتصال اور اتحاد ان کے دل میں اور اس طالب کے باطن میں واقع ہوتا ہے اور بطور عکس کے ان کے دل سے طالب کے باطن پر پرتو پڑتا ہے اور یہ ایک ایسی صفت ہے کہ ان کی استعداد سے

Marfat.com

الیشان ہست کہ بطریقِ انعکاس در آئینۂ استعداد آن طالب ظاہر شدہ اگر این ارتباط متصل شود آنچہ بطریقِ انعکاس حاصل شدہ بود صفتِ دوام پذیرد و تبیین شرائط تصرف و دقائق آن و تفصیل روش آن بہ گفتن مرشد تعلق دارد۔ ومنقول ہست از خواجہ محمد یحییٰ پسر حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس اللہ تعالیٰ سرہما کہ ارباب تصرف بر انواع اند۔ بعضے ماذون و مختار کہ بہ اذنِ حق سبحانہٗ وتعالیٰ و باختیارِ خود ہرگاہ کہ خواہند تصرف کنند و او را بمقام فنا و بے خودی رسانند و بعضے دیگر از ان قبیلہ اند کہ باوجود قوتِ تصرف جز بامرِ غیبی تصرف نہ کنند و تا از پیشگاہ مامور نہ شوند بہ کسے توجہ نہ کنند و بعضے دیگر آن چنانند کہ گاہ گاہ صفتے و حالتے بر الیشان غالب شود و در غلبۂ آن حال در باطن مریدان تصرف کنند و از حالِ خود الیشان را متاثر سازند پس کسے کہ نہ مختار بود و نہ ماذون و نہ مغلوب از و چشم تصرف نباید داشت۔

ترجمہ صفحہ ھذا۔ ظاہر ہوئی ہے کہ بطریق عکس کے طالب کی استعداد کے آئینہ میں ظاہر ہوئی ہے۔ اگر یہ ارتباط متصل ہو تو جو بطریق عکس کے حاصل ہوا تھا صفتِ دوام ہو جاتا ہے۔ اور بیان شرائطِ تصرف کا اور اُس کے دقائق اور اس کی روش کی تفصیل مرشد کے کہنے سے متعلق ہے اور منقول ہے حضرت خواجہ محمد یحییٰ صاحبزادے حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہما سے کہ اہلِ تصرف بہت طرح کے ہیں۔ بعضے ماذون و مختار ہیں کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ

Marfat.com

کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔ اور کچھ مقام فنا اور بے خودی میں پہنچا دیتے ہیں۔ اور بعضے اس قسم کے ہیں کہ باوجود قوت تصرف کے سوائے امر غیبی کے تصرف نہیں کرتے۔ جب تک ادھر سے امر نہ ہو کسی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اور بعضے ایسے ہیں کہ ان پر کبھی کبھی ایک صفت اور ایک حالت غالب ہو جاتی ہے اُس حال کے غلبہ میں مریدوں کے باطن میں تصرف کرتے ہیں اور اپنے حال کا اُن میں اثر پیدا کرتے ہیں۔ تو جو نہ مختار ہو۔ نہ ماذون ہو۔ اور نہ مغلوب اُس سے تصرف کی امید نہ رکھنی چاہیے۔

تصوف کی بعض اہم کتابیں

(۱) **دعواتِ فضلیہ** حضرت مولانا عبدالغفور صاحب عباسی نقشبندی مہاجر مدنی دامت برکاتہم نے یہ کتاب نہایت سلجھے ہوئے انداز میں لکھی ہے۔ سبع احزاب، ادعیہ مخصوصہ، احادیث نبویہ، اسباق سلوک نقشبندیہ، شجرۂ مبارکہ اور معمولات و تقلیع وغیرہ درج ہیں اور بہت دل پذیر ہیں۔ قیمت دو روپیہ ۔ عا/

(۲) **عمدۃ السلوک** (حصہ اول) حضرت مولانا شاہ زوار حسین صاحب مدظلہ العالی نے سلوک اور تصوف کے متعلق نہایت فاضلانہ طریقہ پر بحث کی ہے اور ہر وہ چیز جو کسی نہ کسی طرح ان سلسلوں میں ضروری ہے بیان کر دی ہے۔ پوری کتاب مستند اور مدلل ہے اور اس طرح لکھی ہے کہ ہر دوسری کتاب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ قیمت دو روپیہ عا/ اگلی کتاب کا دوسرا حصہ (دوسری بار) زیر طبع ہے اور جلد شائع ہونے والا ہے۔

Marfat.com

(۳) حیاتِ سعیدیہ۔ حضرت مولانا شاہ زوار حسین صاحب ظلہ العالی نے اپنے شیخ حضرت خواجہ محمد سعید قریشی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات بڑے پرکیف انداز میں لکھے ہیں جو معرفت و حقیقت کے آئینہ دار ہیں۔ قیمت دو روپیہ عار

(۴) گلدستۂ مناجات۔ حضرت مولانا شاہ زوار حسین صاحب ظلہ العالی نے بعض اکابر اولیاے کرامؒ کی عربی، فارسی اور اُردو مناجات کا مجموعہ مرتب فرمایا ہے۔ اس کا ہر شعر اہلِ دل کیلئے جان اور غذاے روح ہے، قیمت ۱۴/

(۵) رسائلِ مشاہیرِ نقشبندیہ۔ حضرت خواجۂ خواجگان بہاء الدین نقشبند بخاری قدس سرہٗ، حضرت خواجہ عزیزان علی رامیتنیؒ، حضرت خواجہ عبید اللہ احرار، حضرت مولانا یعقوب چرخیؒ، خواجہ عبید اللہ (خواجۂ کلاں)، خواجہ عبید اللہ (خواجۂ خورد) اور حضرت شاہ غلام علی دہلوی رحمۃ اللہ علیہم کے بیش بہا فارسی رسالوں کا مجموعہ ہے۔ اس کا ہر فقرہ اور ہر جملہ بے شمار نکات و کیفیات کا خزانہ ہے، تصوف کے موافق اور مخالف سبھی کیلئے قابلِ مطالعہ ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب نے مرتب کیا ہے۔ قیمت ۸/

(۶) ہدایت الطالبین۔ حضرت شاہ ابو سعید زکی القدر دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۵۰ھ) کا یہ گراں قدر اور نادر رسالہ نقشبندیہ مجددیہ سلوک سے متعلق ہے اور نہایت جامع ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب نے اس کے فارسی متن کے ساتھ اُردو ترجمہ بھی ترتیب دیا ہے جو بہت رواں دواں ہے۔ قیمت ۸/

(۷) تحفۂ زواریہ۔ حضرت شاہ احمد سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۷۷ھ) کے نایاب فارسی مکتوبات کا مجموعہ ہے، جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے مرتب کیا ہے۔ مسائلِ شریعت و طریقت کا نچوڑ ہے۔ اور ادب و تاریخ کے لحاظ سے بھی اہم ہے۔ پہلی بار شایع ہوا ہے۔ قیمت ۸/

ملنے کا پتہ:-

عبد الرحمٰن خاں، ۳۲۸ پیر الٰہی بخش کالونی۔ کراچی ۵

Marfat.com

Marfat.com